بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

در نظر بود شں مقامات العباد
زیں سبب نامش خدا شاہد نہاد

الیواقیت والجواہر

یعنی اقوال الاکابر فی مسئلۃ الحاضر الناظر

تصنیف
فقیہ عصر حضرت قبلہ
مفتی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ
آستانہ عالیہ محمد پورہ شریف، فیصل آباد

TAHREEK
TABLIGH UL ISLAM
INTERNATIONAL

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا

در نظر بودش مقامات العباد
زیں سبب نامش خدا شاہد نہاد

مثنوی رومی

الیواقیت والجواہر

یعنی اقوال الاکابر فی مسئلة الحاضر الناظر

تصنیف

فقیہ عصر حضرت قبلہ

مفتی محمد امین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ محمد پورہ شریف، فیصل آباد

ناشر

تحریک تبلیغ الاسلام انٹرنیشنل

TAHREEK TABLIGH UL ISLAM INTERNATIONAL

سیکنڈ فلور بی، سی ٹاور 54
جناح کالونی فیصل آباد
فون: 2602292-41-92+
www.tablighulislam.com

فہرست مضامین

پیش لفظ ۳
روئے سخن ۹
مقدمہ ۱۲
فصل اوّل آیات مبارکہ ۱۶
علامہ حقی صاحب روح البیان رحمۃ اللہ تعالےٰ ۱۷
علامہ آلوسی صاحب روح المعانی رحمۃ اللہ تعالےٰ ۱۹
علامہ نورالدین حلبی رحمۃ اللہ تعالےٰ ۲۱
سید عبدالکریم جیلی قدس سرہٗ ۲۳
احادیث مبارکہ ۲۴
اقوال الاکابر ۲۷
علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۷
علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ
شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۸
شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ ۲۹
ابوالعباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ ۳۰
علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالےٰ ۳۱
علامہ نورالدین حلبی رحمۃ اللہ تعالےٰ ۳۲
امام غزالی رحمۃ اللہ تعالےٰ ۳۳
علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالےٰ ۳۴
ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری ۳۴
مولانا عبدالحئی لکھنوی ۳۵
مولانا میر غنی رحمۃ اللہ علیہ ۳۵
سید علی بن علوی رحمۃ اللہ ۳۶
سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ ۳۷
خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی رحمۃ اللہ ۳۷
شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ ۳۷
خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ ۳۸
علامہ نورالدین حلبی رحمۃ اللہ تعالےٰ ۳۸
علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالےٰ ۳۹
شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ
علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ ۴۳
تاج الدین سکندی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴
فصل سوم عقلی دلائل
فصل چہارم شان ولایت ۵۶
شیخ نصیر الدین رحمۃ اللہ علیہ ۶۳
فصل پنجم اقوال مخالفین ۶۶
خاتمہ
عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
متعلق ایمان افروز واقعہ ۷۹
تقریظات ۸۳

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ الحمد للہ وحدہٗ والصلاۃ والسلام
علے من لا نبی بعدہٗ ۔

امابعد ۔ دین کے دو جزو ہیں ۔ **اوّل** ایمان **دوم عمل** ۔
عمل میں جملہ مامورات جیسے نماز۔ روزہ۔ حج ۔ زکوٰۃ وغیرہا اور **منہیات**
جیسے شراب نوشی۔ بدکاری۔ چوری۔ ظلم وغیرہ برائیوں سے بچنا۔ یہ سب
اعمال میں شامل ہیں اور **ایمان** تصدیق کو کہتے ہیں یعنی دل سے
مان لینا جیسے کہ صفاتِ الٰہیہ کو ماننا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت
کو بجمیع ماجاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مان لینا اور اسی کو عقیدہ کہتے
ہیں گویا ایمان اور عقیدہ ایک ہی چیز ہے ۔

ایمان اور عمل میں مناسبت

ایمان شرط ہے اور عمل مشروط اور یہ بات اپنی جگہ مسلّم کہ شرط کے بغیر
مشروط کا وجود نہیں ہوتا لیکن شرط بغیر مشروط کے ہوسکتی ہے۔ جیسے کہ وضو
(طہارت) اور نماز۔ وضو شرط ہے اور نماز مشروط تو یہ تو ہوسکتا ہے کہ وضو
کرلیا اور نماز نہ پڑھی تو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ اس نے نماز نہیں پڑھی
تو اس کا وضو بھی گیا مگر یہ نہیں ہوسکتا کہ وضو نہ ہو اور نماز ہوجائے یعنی

بغیر وضو کے نماز کا وجود ہی نہیں کیونکہ وضو شرط ہے اور نماز مشروط فاذا فات الشرط فات المشروط لہذا اگر کوئی شخص بغیر وضو کے ساری رات نماز پڑھتا رہے تو اس کی نماز کا وجود ہی نہیں یعنی اس کی نماز نہ ہوئی ۔ یوں ہی اعمال صالحہ کیلئے ایمان شرط ہے لہذا یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایمان موجود ہو اور عمل نہ ہو (اور ایسے شخص کی بخشش ہو سکتی ہے ۔) کتاب جنتی گروہ میں اس کے متعلق دلائل موجود ہیں ۔) مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی کا ایمان (عقیدہ) درست نہ ہو اور اعمال صالحہ کا اعتبار کیا جائے کیونکہ اعمال کیلئے ایمان شرط ہے ۔ فاذا فات الشرط فات المشروط لہذا اگر کسی شخص کا ایمان (عقیدہ) درست نہ ہو اور وہ ساری زندگی نیک عمل کرتا رہے ۔ تو اس کے عمل کا وجود ہی نہیں ۔ ایسے شخص کے اعمال کسی گنتی شمار میں نہیں ایسے شخص کی نیکیوں کا رائی کے دانہ کے برابر وزن نہ ہو گا فجعلناہ ھباء منثوراً ایسے شخص کی ساری زندگی کی نیکیاں اکارت اور برباد جائیں گی اور وہ ہمیشہ دوزخ میں جلے گا ۔ قرآن مجید میں ہے ۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار منافق لوگ (وہ کلمہ گو جن کے پاس ایمان نہ ہوگا) وہ روز قیامت جہنم میں سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے (العیاذ باللہ العیاذ باللہ) دوسری جگہ ارشاد مبارک ہے ۔ بشر المنافقین بان لھم عذاباً الیماً منافقوں کو خوشخبری سنادو کہ انکے لئے دردناک عذاب ہے

اور یہ ظاہر ہے کہ مومن اور منافق میں ایمان کا ہی فرق ہے۔ عمل میں دونوں یکساں ہیں ۔ الحاصل جس کا ایمان نہیں اسکی کسی نیکی کا وجود ہی نہیں اور پھر یہ بھی مسلم کہ ایمان کا رکن رکین یعنی رکن اعظم محبت مصطفےٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم ۔ حدیث پاک میں ہے ۔ لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین ۔ صحیح مسلم نیز حدیث پاک میں الا لا ایمان لمن لا محبتہ لہ

ے احادیث مبارکہ میں جو منافق کی نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں وہ علامات ہیں اصل نفاق یعنی نفاق اعتقادی کا تعلق دل سے ہے ۔ اسی لئے صحابہ کرام کے نزدیک ایمان اور نفاق کا معیار حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے جس کے دل میں سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے وہ مومن ہے اور جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں وہ منافق ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے سیدنا عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور ہم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کھانا تیار کیا اور جب اہل محلہ نے سنا تو لوگ میرے گھر امڈ آئے حتیٰ کہ گھر بھر گیا اور ان میں سے کسی نے کہا کہ مالک بن دخشن کیوں نہیں آیا تو ایک صحابی بولے "ذالک منافق لا یحب اللہ ورسولہ" یعنی وہ منافق ہے کہ وہ اللہ رسول سے محبت نہیں رکھتا یہ سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کہو کیونکہ اس نے سچے دل سے کلمہ طیبہ پڑھا ہے ۔ الخ صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۰ یعنی سید دوعالم کا فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا نہ آنا اس وجہ سے نہیں کہ وہ اللہ رسول سے محبت نہیں رکھتا بلکہ کوئی اور وجہ ہو سکتی ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کے اس معیار کو غلط نہیں فرمایا ۔ تو مہر تصدیق ثبت ہوتی کہ واقعی جو اللہ رسول سے محبت نہ رکھے وہ منافق ۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ۔ (دلائل الخیرات) یعنی کان کھول کر سن لو جس دل میں میری محبت نہیں اسکا ایمان ہی نہیں جس دل میں میری محبت نہیں اسکا ایمان ہی نہیں جس دل میں میری محبت نہیں اسکا ایمان ہی نہیں۔ یہ تین بار فرمایا اس بات کی اہمیت بتانے کیلئے۔ نیز سیّد دو عالم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ویتفاوت الناس فی الایمان علی قدر تفاوتھم فی محبتی (دلائل الخیرات) یعنی سب لوگوں کا ایمان برابر نہیں بلکہ جس کے دل میں میری محبت زیادہ ہوگی اسکا ایمان بھی اتنا ہی قوی ہوگا پھر فرمایا ویتفاوتون فی الکفر علی قدر تفاوتھم فی بغضی" (دلائل الخیرات) یعنی کافروں کا کفر بھی ایک جیسا نہیں بلکہ جس کے دل میں میرے متعلق بغض زیادہ ہوگا۔ اس کا کفر بھی اتنا ہی بڑا ہوگا۔

نیز شمس الاولیاء خواجہ احمد سعید صاحب دہلوی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے ادنی ضرر محبتہم ان محبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم التی ھی من اعظم ارکان الایمان تنقص ساعۃ فساعۃ حتی لا یبقی منھا غیر الاسم والرسم فکیف یکون اعلاہ فالحذر الحذر عن صحبتھم ثم الحذر الحذر عن رویتھم (مقدمہ تحقیق الفتوی ص ۳۷) یعنی وہابیوں کے پاس اٹھنے بیٹھنے کا سب سے چھوٹا نقصان یہ ہے کہ حبیب خدا اشرف انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ محبت جو کہ ایمان کا سب سے بڑا رکن ہے آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جاتا ہے اور ایسا انسان صرف رسمی طور پر مسلمان کہلا سکتا ہے لہٰذا اے ایمان والو ان کی صحبت سے بچو بچو بلکہ ان کا منہ دیکھنے سے بھی بچو بچو۔ اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ کو بغور پڑھیں کہ حضرت خواجہ موصوف قدس سرہٗ نے

محبت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان کا رکن اعظم گردانا ہے ۔

الحاصل مذکورہ بالا دلائل سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ حبیب خُدا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان ہے ۔ یہ محبت ایمان کا رکن اعظم ہے ۔ رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر ایمان کا دعویٰ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے مگر زمانہ کی ستم ظریفی کہیں یا ملک و ملت کی بدنصیبی کہ آج کے دور میں آقائے دوجہاں شفیع مجرمان صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا اظہار کرنے والوں اور انکی عظمت کی باتیں کرنے والوں کو بے دھڑک مشرک کہا جا رہا ہے اور درحقیقت ایسے لوگ یوں شرک کا فتویٰ لگا کر اپنے کو منافقوں کی صف میں کھڑا کر رہے ہیں کیونکہ سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو سب سے پہلے منافقوں نے شرک کہا تھا چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے کہ رسول اکرم رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من احبّنی فقد احب اللہ ومن اطاعنی فقد اطاع اللہ جس نے مجھ سے محبت کی بے شک اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی فقال المنافقون لقد قارف الشرک (روح البیان) یعنی اس پر منافقوں نے فتویٰ جڑ دیا کہ خدا تعالیٰ کے رسول نے شرک کا ارتکاب کیا ہے ۔ (معاذاللہ ثم معاذاللہ)

میرے والدگرامی قدر علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے زیرِ نظر کتاب الیواقیت والجواہر یعنی اقوال الاکابر اسی نہج پر تالیف

کی ہے اس میں روحانیت اور ایمان کے موتی چن چن کر جمع کیئے ہیں۔ یہ کتاب محبت وعشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتی ہے گویا کہ یہ کتاب محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مہکتا ہوا گلدستہ ہے۔ اس کے مطالعہ سے عقائد کی اصلاح ہوتی ہے۔ ایمان قوی، مضبوط اور منوّر ہوتا ہے۔ شکوک وشبہات ایک ایک کر کے کافور ہوتے ہیں۔ جماعتی تعصب سے بالاتر ہو کر پڑھیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ دل میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجزن ہوگا۔ جو کہ قبر کا نور ہے۔ دونوں جہان کی سعادت ہے بلکہ اسی سے جہان قائم ہے۔ علامہ اقبال مرحوم نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اجالا کر دے

اس کتاب کی عظمت اور شان کا اندازہ ملک بھر کے مشاہیر، علمائے کرام اور مفتیان عظام کی آرا وتقریظات سے لگایا جا سکتا ہے جو آخر میں درج ہیں۔

اللہ تعالےٰ حضرت مصنّف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور قارئین کرام کو اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

(مولانا) محمد سعید اسعد غفرلہٗ الاحد

رُوئے سُخن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہ ونصلی
علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہ اجمعین۔ امّابعد۔

کلمہ پڑھنے والوں کے تین گروہ ہیں ۔ ایک وہ گروہ جن کے دل محبّت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہیں ۔ دوسرا وہ گروہ جو سُنی سنائی باتوں سے شکوک وشبہات کا شکار ہے تیسرا وہ گروہ جو ایسی پارٹی کے نقش قدم پر چل رہا ہے جو پارٹی کہ ہزاروں معجزات مبارکہ اپنی آنکھوں سے دیکھتی مگر ایمان نہ لاتی ۔ فقیر کا روئے سُخن دوسرے میانہ گروہ کی طرف ہے اور یہ رسالہ انہیں حضرات کے لیے لکھا گیا ہے پہلا گروہ تو ویزدادالذین اٰمنوا ایمانا کا مصداق ہے جن کے دلوں میں محبّت ہے ایمان ہے ان کے دل و دماغ میں کسی قِسم کا کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا زرقانی علی المواہب میں ہے۔

کل من اٰمن باللہ تعالیٰ ایمانا قویا لاتعرض لہ الشکوک والاوھام یعنی جن کا ایمان قوی ہوتا ہے ان کو شکوک واوہام پیش نہیں ہوتے (ص ۳۰۶ ج ۱)

اور وہ میانہ گروہ، جن کو سُنی سنائی باتوں کی وجہ سے اگر شک یا اعتراض پیدا ہو جائے تو جب ایمان قوی ہو گا تو شکوک واعتراضات خودبخود ختم ہو جائیں گے تفسیر روح البیان میں الایمان یقطع الاعتراض والانکار

ظاھراً و باطنًا یعنی صحیح ایمان ظاہری و باطنی اعتراض اور انکار کی جڑ کات دیتا ہے لہذا یہ حضرات جب عظمت و شانِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دلائل دیکھیں گے ان کے ایمان قوی ہوں کے اور پھر ایمان کی برکت اور جلاء کی وجہ سے تمام اوہام وشکوک بفضلہ تعالیٰ ختم ہو جائیں گے ۔

اور تیسرے گروہ کے دلوں میں[1] النفاق یورث الاعتراض کی بنا پر اعتراضات وشکوک پیدا ہوتے رہتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ الاناء یترشح بمافیہ برتن سے وہی کچھ نکلتا ہے جو اسکے اندر ہو۔ جن کے دل و دماغ میں عشق و محبّت مُصطفیٰ ہو (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی قلم و زباں سے عظمت و شان کے جام چھلکتے ہیں اور جن کے دل و دماغ میں نفاق ہو ان کے قلم و زباں سے شرک کے فتوے صادر ہوتے ہیں دراصل یہ ان کے بس کی بات نہیں بلکہ یہ اندر کی چیز (بغض) بولتی ہے ۔ اور غضب پر غضب یہ کہ ان حضرات کو وہ اندر کی چیز اتنا بھی سوچنے کی مہلت نہیں دیتی کہ سامنے کون ہے کس پر فتویٰ لگا رہے ہیں حتیٰ کہ ان حضرات نے سید الانبیاءؑ باعثِ ایجاد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی معاف نہ کیا ۔ حضور پر بھی شرک کا فتویٰ جڑ دیا چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ من احبنی فقد احب اللہ ومن اطاعنی فقد اطاع اللہ فقال المنافقون لقد قارف الشرک یعنی فرمایا کہ جس نے مجھ سے محبّت کی اس نے اللہ تعالےٰ سے محبت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے رب تعالیٰ کی اطاعت کی تو منافقوں

[1] منافقت اعتراض پیدا کرتی ہے۔

نے فتویٰ جڑ دیا کہ رسول اللہ نے شرک کا ارتکاب کیا ہے (روح البیان ص۲۴۳) العیاذ باللہ العیاذ باللہ) پناہ بخدا۔

کیا ایسے گروہ سے بھی کوئی اصلاح کی امید کی جاسکتی ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کی قسمت میں ہدایت لکھ دے۔ وہو علیٰ کل شئ قدیر حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

فقیر نے زیرِ نظر کتاب کو ایک مقدمہ پانچ فصلوں اور ایک خاتمہ پر تقسیم کیا ہے۔

مقدمہ :۔ بطور تمہید دو باتیں۔

پہلی فصل:۔ حاضر و ناظر کا ثبوت قرآن و حدیث سے۔

دوسری فصل :۔ حاضر و ناظر کا ثبوت بزرگانِ دین علماء محققین کے اقوال سے۔

تیسری فصل :۔ حاضر و ناظر کا ثبوت عقلی دلیل سے۔

چوتھی فصل :۔ حاضر و ناظر کا ثبوت شانِ ولایت سے۔

پانچویں فصل :۔ حاضر و ناظر کا ثبوت مخالفین کے اقوال سے۔

خاتمہ :۔ ناصحانہ باتیں۔

فقیر ابو سعید محمد امین غفرلہٗ

مُقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین اما بعد

(۱) اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک لہ ہے۔ ذات میں افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کی ہر صفت ذاتی ہے۔ مخلوق کی ہر صفت عطائی ہے خدا تعالیٰ جل جلالہٗ کی کوئی صفت عطائی نہیں ہوسکتی اور یہ وہ تفریق ہے جو کہ توحید اور شرک کے درمیان حد فاصل ہے اور یہ وہ بنیاد ہے جس پر توحید کا مضبوط ترین محل قائم ہے۔

بہجۃ المحافل میں ہے وھٰذا کلہ مذھب اھل الحق اھل السنۃ والجماعت (جلد دوم ص۱۸۲)

لہٰذا ہم اہل سُنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علےٰ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس جو کچھ ہے سب اللہ جل شانہٗ کی عطا ہے یہ حضرات صفاتِ الٰہیہ کے مظاہر ہیں۔ بندہ جب فنا کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے تو وہ مظہر صفات الٰہی بن جاتا ہے۔

حضرت خواجہ شیخ ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا

ان الاسماء التسعۃ والتسعین تصیر اوصافا للعبد السالک وھو بعد فی السلوک غیر واصل (روح البیان ص۴۲۵/۲)

یعنی خدا تعالیٰ کے ۹۹ اسماء مبارکہ بندے سالک کی صفتیں بن جاتی ہیں

حالانکہ وہ ابھی سلوک کے راستہ میں ہی ہوتا ہے۔ (انتہی)

اور یہی ہے مفاد حدیث قدسی کا۔ وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہٗ فاذا احببتہٗ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا و رجلہ الذی یمشی بھا وان سالنی لاعطینّہٗ ولئن استعاذنی لاعیذنّہٗ (الحدیث)

(صحیح بخاری شریف - مشکوٰۃ شریف صـ۱۹۷)

یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میرا بندہ نفلی عبادت سے میرا قرب چاہتا ہے حتیٰ کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو میری قدرت اس کے کان بن جاتی ہے اور وہ میری قدرت سے سنتا ہے۔ اور میری، قدرت اس کی آنکھ بن جاتی ہے وہ دیکھتا ہے تو میری قدرت سے دیکھتا ہے اور میری قدرت اس کے ہاتھ بن جاتی ہے تو وہ پکڑتا ہے تو وہ میری قدرت سے پکڑتا ہے اور میری قدرت سے وہ چلتا ہے۔ پھر اگر وہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں ہوں اور اگر وہ میری پناہ چاہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔

اس مرتبے کو بزرگان دین فناہ کا مرتبہ کہتے ہیں اور یہی مرتبہ ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وابری الاکمہ والابرص واحیی الموتی باذن اللہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مادر زاد اندھوں کو میں درست کرتا ہوں۔ کوڑھوں (سفید داغ والوں) کو میں ٹھیک

کرتا ہوں اور مردے میں زندہ کرتا ہوں ولیکن اللہ کے اذن اور عطا سے۔

غور کا مقام ہے کہ پیدائشی اندھوں کو اور کوڑھوں کو اچھا کرنا مردے زندہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں لیکن جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مظہر صفات الٰہی ہو گئے تو یہ صفتیں یعنی پیدائشی اندھوں کو اچھا کرنا مردوں کو زندہ کرنا وغیرھا عیسیٰ علیہ السلام سے صادر ہوا

اے عزیز غور کر جب عیسیٰ علیہ السلام مظہر صفات ہوئے تو انہوں نے خدائی کام کر دکھائے تو کیا خیال ہے تیرا اس ذات کے متعلق جو اللہ تعالےٰ کی ذات و صفات کے مظہر اتم ہوئے یعنی حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اس ذات والا صفات کو اللہ تعالےٰ دانا غیوب یا حاضر و ناظر بنا دے تو یہ توحید کے خلاف ہر گز نہیں ہے نہ یہ شرک ہے۔ اور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کے مظہر اتم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

(۲) مشارکت اسمی سے شرک لازم نہیں آتا اور نہ ہی توحید میں فرق آتا ہے۔ قرآن پاک نے خدا تعالیٰ کو بھی رؤف فرمایا

ان اللہ بالناس لرؤف الرحیم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی رؤف فرمایا و بالمؤمنین رؤف رحیم خدا تعالےٰ بھی رحیم رسول خدا بھی رحیم۔ اللہ تعالےٰ بھی سمیع و بصیر انہ ھو السمیع البصیر اور رسول اکرم بھی سمیع و بصیر بلکہ ہر انسان سمیع و بصیر فجعلنٰہ سمیعا بصیرا لیکن اللہ تعالےٰ رؤف و رحیم ہے سمیع و بصیر ہے تو جیسے اس کی

شان کے لائق ہے کہ اس کی ہر شان ہر صفت ذاتی ہے اور حبیب خدا سید انبیاء صلے اللہ علیہ وسلم رؤف و رحیم ہیں سمیع و بصیر ہیں تو اللہ تعالےٰ کی عطا سے ہیں یوں ہی رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وسلم دانائے غیوب ہیں تو اللہ تعالےٰ کی عطا سے مختار ہیں تو اللہ تعالےٰ کی عطا سے حاضر و ناظر ہیں تو اللہ تعالےٰ کی عطا سے۔ اس میں شرک کا شائبہ بھی نہیں ہے ہاں جو شخص یہ صفتیں اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کے لیے ذاتی مانے بے شک وہ مشرک ہے وہ جہنمی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ تعالےٰ علی حبیبہ ورسولہ سیدنا محمد و علی الہ واصحابہ

اجمعین

فصل اوّل

الحمد للّٰہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ
ارسلہ اللّٰہ شاھدا ومبشرا ونذیرا وبعثہ رحمۃ للعالمین
فادخل تحت ذیل رحمتہ الانبیاء والمرسلین والملائکۃ
المقربین وخلق اللّٰہ اجمعین ۔ امّابعد :۔

اہل ایمان کے نزدیک حبیبِ خُدا سیّد انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں۔ بایں معنی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دوریاں۔ حجابات اٹھادیئے ہیں۔ سارا جہان زمین وآسمان عرش وکرسی لوح وقلم سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے۔ کوئی چیز سیّد الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دور نہیں۔ قرآن پاک میں ہے۔

آیت نمبر ۱ یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا ۔

(سورہ احزاب جز نمبر ۲۲)

یعنی اے غیب کی خبریں دینے والے نبی ہم نے آپ کو بھیجا حاضر وناظر ۔
(کنز الایمان)

لفظ شاہد شہود سے ہے یا مشاہدہ سے۔ اگر شاہد شہود سے ہو تو اس کا معنی حاضر ہوگا اور اگر مشاہدہ سے ہو تو اس کا معنی ناظر ہوگا اور یہ معنی آج کا نہیں بلکہ یہ معنی آج سے صدیوں پہلے بزرگانِ دین محدثین کرام نے کئے ہیں۔ چنانچہ شیخ المحدثین الشاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا۔

"انا ارسلناك شاهدا معنی عالم و حاضر بحال امت و تصدیق و تکذیب و نجات و ہلاک ایشاں"۔ (مدارج النبوۃ صـ ۲۶۰)

اور عارف باللہ مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی آیت مبارکہ کے متعلق فرمایا۔

در نظر بودش مقامات العباد۔ زیں سبب نامش خدا شاہد نہاد

(مثنوی شریف دفتر ششم صـ ۶۸)

یعنی بندوں کے مقامات و مراتب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشِ نظر ہیں اسی وجہ سے خدا تعالے نے قرآن پاک میں آپ کو شاہد فرمایا ہے۔

اور حضرت علّامہ حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر روح البیان میں اسی آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا۔

ارسله الله تعالیٰ شاهدا فانه لما كان اول مخلوق خلقه الله تعالیٰ كان بوحدانية الحق وربوبيته شاهدا بما اخرج من العدم الى الوجود من الارواح والنفوس والاجرام والاركان والاجسام والاجساد والمعادن والنبات والحيوان والملك والجن والشيطن والانسان وغيرذلك لئلا يشذ عنه ما للمخلوق دركه من اسرار افعاله وعجائب صنعه وغرائب قدرته بحيث لا يشاركه فيه غيره ولهذا قال عليه السلام علمت ما كان وما سيكون لانه شاهد الكل وما غاب لحظة

(روح البیان صـ ۱۸ جلد نمبر ۹ سورہ فتح)

یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شاہد بنا کر بھیجا کیونکہ حب سیّد الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول مخلوق ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی وحدانیّت و ربوبیت سے شاہد ہوئے لہذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس چیز کا مشاہدہ فرما رہے ہیں جو عدم سے وجود میں آئی حبیب خُدا صلی اللہ علیہ وسلم ارواح و نفوس کا اجرام وارکان اجسام واجساد کا معدنیات و نباتات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں ۔ حیوانات ملائکہ جنوں، شیطانوں ، انسانوں کا بلکہ ساری خدائی کا مشاہدہ فرما رہے ہیں تاکہ افعال عجائبات و غرائب قدُرت سے کوئی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پوشیدہ نہ رہے جس کا ادراک مخلوق کے لئے ممکن ہے اور یہ مشاہدہ اِس شان کا ہے کہ اسمیں ساری مخلوق میں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں ہوسکتا اِسی لیئے رسوِل اکرم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ ہوچکا اور جو کچھ ہونے والا ہے میں نے سب کچھ جان لیا کیونکہ رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہر چیز کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور کوئی چیز آپ سے ایک لحظہ کے لیے بھی غائب نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ و بارک وسلم۔

اس کے بعد صاحبِ روح البیان نے فرمایا۔

فشاهد خلقه (ای آدم) وما جری علیه من الاکرام والاخراج من الجنة بسبب المخالفة وما تاب الله علیه الی اخر ما جری علیه وشاهد خلق ابلیس وما جری علیه من امتناع السجود لادم والطرد واللعن بعد طول عبادته ووفور علمه

بمخالفة امر واحد فحصل له بكل حادث جرى على الانبياء والرسل والامم فهوم وعلوم (روح البیان جلد نمبر ۹ سورۂ فتح)

یعنی رسُولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آدم علیہ السّلام کی پیدائش کو اور جو انعامات آدم علیہ السّلام پر ہوئے ان کو بھی دیکھا پھر جب بسبب لغزش کے جنّت سے نکلے اسکو بھی دیکھا پھر جب آدم علیہ السّلام کی توبہ دربارِ الٰہی میں قبول ہوئی اسکو بھی دیکھا پھر زاں بعد جو جو واردات آدم علیہ السّلام پر ہوتے رہے ان سب کو دیکھا نیز رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ابلیس (شیطان) پیدا ہوا اسکو بھی دیکھا اور شیطان کی لمبی عبادتوں اور وفور علم کے بعد آدم علیہ السّلام کو سجدہ کرنے سے انکار کی وجہ سے اس کے گلے میں لعنت کا طوق پڑا اور وہ راندہ درگاہ ہوا اس کو بھی دیکھا نیز سرورِ دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو اسی مشاہدہ کی بدولت ان واردات و حوادث کے علوم و فہوم حاصل ہوتے جو واردات و حوادث نبیوں رسولوں پر وارد ہوتے رہے۔ (علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسّلام

مفسرِ قرآن حضرت علامہ سیّد محمود آلوسی صاحب روح المعانی کا ارشاد

يا ايها النبى انا ارسلناك شاهدا على من بعث اليهم تراقب احوالهم وتشاهد اعمالهم وتحمل عنهم الشهادة بما صدر منهم من التصديق والتكذيب وسائر ماهم عليه من الهدى والضلال۔ (روح المعانی ص ۴۵ / ۲۲

اے نبی ہم نے آپ کو آپ کی امت پر شاہد بنا کر بھیجا ہے آپ ان کے احوال کی نگرانی کرتے ہیں اور ان کے عملوں کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور آپ کی امت سے تصدیق و تکذیب ہدایت اور گمراہی کی جو بات صادر ہو آپ اس کے گواہ بھی ہیں۔

نیز فرمایا :- واشار بعض السادات الصوفیۃ الی ان اللہ تعالیٰ اطلعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی اعمال العباد فنظر الیھا فلذالک اطلق علیہ الصلوٰۃ والسلام شاھد- قال مولانا جلال الدین الرومی قدس سرہٗ فی مثنویۃ۔

ے در نظر بودش مقامات العباد زیں سبب نامش خدا شاہد نہاد

فتامل ولا تغفل یعنی اہلِ تصوف کے سرداروں میں سے بعض نے اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بندوں کے عملوں پر مطلع فرما دیا ہے اور رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بندوں کے اعمال کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اسی لیے خدا تعالیٰ نے قرآن پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شاہد کا خطاب دیا ہے عارف رومی قدس سرہ نے اپنی مثنوی میں فرمایا کہ بندوں کے اعمال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں ہیں اسی سبب سے خدا تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک کا نام شاہد رکھا ہے۔ اسے مومن اس بات پر غور کر اور غافل نہ ہو۔

نوٹ :- انسان کی فطرت ہے کہ انسان سُنی سنائی باتوں سے متاثر ہو جاتا ہے خصوصًا جب کوئی شخص دستار و جبہ پہن کر منبر پر چڑھ کر قرآن و حدیث ہاتھ میں پکڑ کر کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر

ماننا شرک ہے تو سامعین متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے اسی لیے حضرت علامہ صاحبِ روح المعانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تنبیہ فرمادی فتامل ولا تغفل اے مومن ہوشیار خبردار کہیں پھسل نہ جانا۔ رسُول اکرم حبیب خدا شاہ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان گھٹانے والوں سے ہمیں خدا تعالیٰ بچائے رکھے

حضرت علامہ نورُالدّین حلبی قدّس سرہٗ کا ارشاد

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاضر البتہ وان اللہ تبارک وتعالیٰ نَصَبَہ شاھداً اعمال العباد خیرھا شرھا فقال تعالیٰ یاایھاالنبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا والشاھد لابد ان یکون حاضر اللمشھود علیہ وناظرا للمشھود الیہ فعلم انہ ملاء کل عالم و حاضر فی کل مکان۔

یعنی رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً حاضر ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ السّلام کو اپنے بندوں کے بُرے بھلے اعمال پر شاہد مقرر فرمایا ہے قرآن پاک میں فرمایا یاایھا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا اور شاہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ مشہود علیہ پر حاضر ہو اور مشہود الیہ کا ناظر ہو لہذا معلوم ہوا کہ سیدِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سارا جہان پُر ہے اور حضور ہر جگہ حاضر ہیں۔

سبحان من قال فی شان حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفعنا لک ذکرک

فائدہ قرآن مجید کی آیت مُبارکہ اور اس کی تفاسیر سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ سیّد دوعالم رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ واصحابہ وسلم باذن اللہ حاضر وناظر ہیں اور ابتدائے آفرینش سے ساری مخلوق زمین و آسمان کون ومکان عرش وکرسی لوح وقلم کے شاہد وعالم ہیں اور کبھی ایک لحظہ بھی غائب نہیں ہوئے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

آیت ۲ :- قرآن پاک میں ہے النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم۔ (سورہ احزاب جزء ۲۱)

یعنی رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومنوں کے ساتھ ان کی جانوں سے بھی قریب ہیں۔ اور ظاہر بات ہے کہ جو قریب ہو وہ حاضر بھی ہوتا ہے ناظر بھی ہوتا ہے اور یہی معنی اس آیت مبارکہ کے مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اپنی کتاب تحذیر الناس اور آبِ حیات میں کئے ہیں چنانچہ تحذیر الناس میں ہے۔

النبی اولیٰ بالمومنین من نفسہم کو بعد لحاظ صلہ من انفسہم کو دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کو اپنی اُمّت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہوا اور اگر بمعنی احب یا اولیٰ بالتصرف ہو جب بھی یہی بات لازم آئیگی کیونکہ احبیت اور اولویت بالتصرف کے لیے اقربیت تو وجہ ہو سکتی ہے پر بالعکس نہیں ہو سکتا (تحذیر الناس صـ۱۰

آیت ۳ ویکون الرسول علیکم شھیدا (سورہ بقرہ)

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے تفسیر عزیزی میں فرمایا وباشد رسول شما

برشما گواه زیرآنچه او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابیکہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او شناسد گناہاں شمارا ودرجات ایمان شمارا واعمال نیک وبد شمارا واخلاص ونفاق شمارا (تفسیر عزیزی پارہ دوم)

یعنی اے امت تمہارے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) تم پر قیامت کے روز اس وجہ سے گواہی دیں گے کہ وہ نور نبوت سے ہر پرہیزگار کے مرتبہ کو جانتے ہیں کہ یہ میرے دین کے کس درجے کو پہنچا ہوا ہے اور اس کی ایمان کی حقیقت کیا ہے اور آقا یہ بھی جانتے ہیں کہ فلاں کے لیے فلاں چیز ترقی سے رکاوٹ بنی ہوئی ہے پس وہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے گناہوں کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجات کو بھی جانتے ہیں اور تمہارے نیک اور بُرے اعمال کو بھی جانتے ہیں اور ایمان والوں کے اخلاص کو منافقوں کے نفاق کو بھی جانتے ہیں صلے اللہ علیہ وسلم

آیت ۴ :- وما ارسلناك الا رحمۃ اللعالمین

یعنی اے محبوب ہم نے آپ کی ذات کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور یہ ظاہر کہ رحمت کا تعلق مرحوم علیہ کے ساتھ لازمی ہے بغیر تعلق کے رحمت کے کیا معنی چنانچہ سیدی عبدالکریم جیلی قدس سرہ نے فرمایا فانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان متحققا بالرحمانیۃ لسریان وجودہ فی جمیع الموجودات لانہ ھیولی العالم والدلیل علی ذالك ان اللہ خلق العالم منہ فھو صلی اللہ علیہ وسلم سار فی جمیع الموجودات سریان الحیاۃ فی کل حیّ

فهو حیات العالم وھو الرحمة العظمیٰ التی عمت الموجودات ولذا اللہ قال
اللہ تعالیٰ فی حقہٗ صلی اللہ علیہ وسلم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین

(جواہر البحار ص۲۵۹ جلد ۱)

یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رحم کرنے کے ساتھ متحقق اس لیے ہیں کہ حضور کا وجود مبارک تمام موجودات میں ساری ہے کیوں کہ آں حبیب رحمۃ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لیے ھیولی ہیں اور دلیل اس پر یہ ہے کہ اللہ تعالے نے تمام کائنات کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے پیدا فرمایا ہے

لہٰذا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تمام کائنات میں یوں سریان فرمایا ہے جیسے کہ ہر زندہ میں حیاۃ ساری ہے

لہٰذا حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم جان جہان ہیں اور وہ آفادہ رحمت عظمیٰ ہیں جو کہ ساری موجودات کو عام اور شامل ہے اسی لیے اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع میں فرمایا ہے ۔

وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہ

صلی اللہ تعالے علیہ وعلے آلہ واصحابہ وعلماء ملتہ

واولیاء امتہ الی یوم الدین

احادیث مبارکہ

حدیثِ پاک نمبر۱ :- اخرج الطبرانی عن ابن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) قال قال رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدُنیا فانا انظر الیھا والی ماھو
کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہٖ۔

(مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی صـ۲۰۴)

یعنی رسُولِ اکرم حبیبِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے ساری دنیا میرے سامنے کردی ہے لہذا میں ساری دُنیا کو اور جو کچھ قیامت تک دنیا میں ہونے والا ہے یوں دیکھ رہا ہوں جیسے کہ ہاتھ کی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

اس حدیثِ پاک سے دو باتیں ثابت ہوئیں ایک یہ کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ساری دنیا کے ناظر ہیں دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ساری دوریاں اٹھا دی ہیں ساری دنیا حضور کے قریب کر دی ہے لہذا حضور ساری دنیا کے لیے حاضر ہیں سیّد الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قریب جیسے عرب ویسے ہی عجم جیسے زمین ویسے ہی آسمان جیسے فرش ویسے ہی عرش ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ و بارک وسلم۔

نیز اس حدیثِ پاک میں فانا انظر سے خفیف سا احتمال ہو سکتا تھا کہ نظر سے مراد علم ہو اس احتمال کو سیّدی علامہ عبد الباقی زرقانی قدس سرہٗ نے بند کر دیا اور فرمایا۔

اشارۃ الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ احتمال انہ ارید بالنظر العلم

(زرقانی علی المواہب صـ۲۰۵)

یعنی اس حدیث پاک میں نظر سے مراد نظر حقیقی (دیکھنا) ہے اس سے

یہ احتمال رفع ہوا کہ نظر سے مراد علم ہے۔

حدیثِ پاک ۲ :- عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ان اللّٰہ تعالیٰ وعدنی اذا امت ان یسمعنی صلوٰۃ من صلی علی وانا فی المدینۃ وامتی فی مشارق الارض ومغاربھا وقال یا ابا امامۃ ان اللّٰہ تعالیٰ یجعل الدنیا کلھا فی قبری وجمیع ما خلق اللّٰہ اسمعہ وانظرالیہ

(درۃ الناصحین ص ۲۲۵)

یعنی سیدّنا ابوامامہ باہلی صحابی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ خدا تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ جب میرا وصال ہو گا تو اللّٰہ تعالیٰ مجھے ہر درود پڑھنے والے کا درود پاک سنائیگا۔ حالانکہ میں مدینہ منورہ میں ہوں گا اور میری امت مشرق ومغرب میں ہوگی۔ (یہاں یہ سوال پیدا ہوسکتا تھا کہ حضوُر ساری امت کا درود پاک کیسے سن لیں گے۔ اس لیے فرمایا) اے ابوامامہ اللّٰہ تعالیٰ ساری دُنیا کو میری قبر مبارک میں کر دیگا اور میں خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق کو دیکھوں گا اور سنوں گا"

اس روایت سے واضح ہوا کہ رسُولِ اکرم نُورمجسم صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مخلوق کے لیے حاضر وناظر ہونا آپ کی حین حیات ظاہری کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ حضور صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم تا قیامت حاضر وناظر ہیں۔
علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ الف الف صلاۃ وسلام

فصل دوم

بزرگانِ دین و عُلمائے محققین کے ارشاداتِ مُبارکہ

۱- حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک رسُول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں چنانچہ اپنی مشہور و معروف کتاب مواہب لدنیہ میں سید دو عالم نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء مُبارکہ لکھتے ہوئے اسم مبارک النقیب کا معنی بیان فرمایا النقیب ھو شاھد القوم و ناظرھم وضمینھم (مواہب لدنیہ مع شرح زرقانی صہ)

یعنی سیّد دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک نقیب اس بنا پر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام امت کے لیے حاضر و ناظر اور ضامن ہیں

۲- نیز فرمایا :- لا فرق بین موتہ وحیاتہ فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذالک عندہ جلی لاخفاء بہ -

(مواہب لدنیہ مع شرح الزرقانی صہ ۳۰۵/۸

یعنی سیّد دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دنیوی زندگی اور بعد وصال کی زندگی میں کوئی فرق نہیں کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور امت کے احوال کو پہچانتے ہیں امت کی نیتوں کو پہچانتے

ہیں امت کے ارادوں اور دلی خطرات کو پہچانتے ہیں اور یہ امر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایسا روشن ہے کہ اس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین

۳۔ حضرت علامہ عبدالباقی زرقانی قدس سرہٗ کا ارشاد مبارک

واما الشاهد العالم او المطلع الحاضر (زرقانی علی المواہب ص۱۷۳ ج۳)

یعنی شاہد حضور کا نام مبارک بایں معنی کہ حضور عالم ہیں یا بایں معنی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلع اور حاضر ہیں۔

۴۔ نیز حضرت علامہ زرقانی نے شہید کا معنی بیان فرمایا:- الذی لا یغیب عنہ شئ (زرقانی ص۱۷۳ ج۳)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہید بایں معنی کہ کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہیں (ہر چیز آپ کے سامنے ہے)

۵۔ نیز فرمایا لانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہید علی امتہ وناظر لما عملوا۔ (زرقانی ص۱۷۲ ج۳)

یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت پر حاضر اور انکے عملوں پر ناظر ہیں۔ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

۶۔ شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی قدس سرہٗ کا ارشادِ مبارک

باچندیں اختلافات وکثرتِ مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز تو ہم تاویل دائم و باقیت
و براعمال امت حاضر و ناظر۔

(اقرب السبل علی اخبار الاخیار صـ ۱۶۱)

امت میں باوجود اس بات کے کہ امت کے علما میں اختلافات ہوتے ہیں اور امت کے بہت سارے مذہب ہیں لیکن اس مسئلہ میں کسی بھی عالم دین کا خلاف نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی حقیقی زندگی کے ساتھ دائم اور باقی ہیں اور امت کے احوال پر حاضر و ناظر ہیں اور اس میں نہ تو مجاز کا شائبہ ہے اور نہ ہی تاویل بلکہ تاویل کا وہم بھی نہیں ہوسکتا ۔ سبحان اللہ و العظمۃ للہ۔

حضرت شیخ المحدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مسئلہ میں ہیر پھیر اور اگر مگر کرنے والوں کا ناطقہ بند کر دیا اللہ تعالیٰ حضرت شیخ کی قبر انور پر لاکھوں کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور اہلِ ایمان کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے ۔ (آمین)

۷۔ نیز حضرت شیخ قدس سرہٗ کا ارشادِ مُبارک

شاھدا معنی عالم و حاضر بحال امت انا ارسلناک شاھدا
کی تفسیر میں پیچھے مذکور ہوا۔ (مدارج النبوۃ)

۸۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رضی اللہ عنہٗ کا ارشاد مبارک

ویکون الرسول علیکم شھیدا کی تفسیر میں فرمایا! و باشد رسول

شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابیکہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او مے شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا۔

(تفسیر عزیزی ص۵۱۸ سورہ بقرہ)

یعنی اے امت تمہارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر قیامت کے دِن اسوجہ سے گواہی دیں گے کہ وہ نور نبوت سے ہر پرہیز گار کے مرتبہ کو جانتے ہیں کہ اسکے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ فلاں امتی کی ترقی میں فلاں چیز رکاوٹ بنی ہوئی ہے لہذا اے امت میرے حبیب تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجات کو جانتے ہیں اور تمہارے اچھے بُرے عملوں کو جانتے ہیں اور ایمانداروں کے ایمان اور منافقوں کے نفاق کو بھی جانتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

۹۔ حضرت سیّدنا ابوالعباس مرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد مُبارک

لو حجب عنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طرفۃ عین ما عددت نفسی من المسلمین۔

(الحاوی للفتاوی جلد دوم ص۲۴۴)

(یعنی میں ہر وقت رسُولِ اکرم شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں) حتیٰ کہ اگر حضور (فداہ ابی وامی) مجھ سے پلک جھپکنے کی مقدار غائب ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان نہ جانوں۔

تنبیہ:- اسکی وضاحت فصلِ سوم کا مطالعہ کرنے کے بعد خود بخود ہو جائیگی (انشاء اللہ تعالیٰ)

۱۰- امام حفاظ الحدیث علامہ جلال الدین سیوطی قدس سرہ کا ارشاد گرامی

فحصل من مجموع هذه النقول والاحاديث ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حيّ بجسده و روحه وانه يتصرف ويسير حيث شاء في اقطار الارض وفي الملكوت وهو بهيئته التي كان عليها قبل وفاته لم يتبدل منه شيء۔ (الحاوی للفتاوی ص ۴۵۳/۲)

یعنی ان تمام دلائل اور احادیث مبارکہ کا ماحصل یہ ہے کہ سید الکونین مغیث الملوین غیاث الدارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے جسد انور اور روح پاک کے ساتھ زندہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ملک و ملکوت زمین و آسمان میں جہاں چاہیں سیر فرمائیں۔ اور جہاں چاہیں تصرف فرمائیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حیاتِ مبارکہ اسی ظاہری زندگی مبارکہ جیسی ہے جیسے کہ قبل وصال تھی کچھ بھی فرق نہیں آیا۔

یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ اگر حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر و موجود ہیں تو حضور نظر کیوں نہیں آتے اس سوال مقدر کے جواب میں حضرت علامہ سیوطی نے فرمایا۔ وانه مغيب عن الابصار كما غيبت الملائكة مع كونهم احيا باجسادهم (الحاوی ص ۴۵۳/۲)

یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنکھوں سے یوں غائب ہیں جیسے

فرشتے آنکھوں سے غائب ہیں حالانکہ فرشتے اپنے اجساد مبارکہ کے ساتھ زندہ ہیں پھر فرمایا۔

واذا اراد اللہ رفع الحجاب عمن اراد اکرامہ برویتہ صلی اللہ علیہ وسلم راہ علی ھیئتہ التی ھو علیھا لا مانع من ذالک ولا داعی الی التخصیص برویۃ مثالہ (الحاوی للفتاویٰ ص ۴۰۳/۲)

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمانا چاہے تو حجاب اٹھا دیتا ہے اور زیارت کنندہ حضور کو اسی حالت میں دیکھ لیتا ہے جس حالت پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حین حیات ظاہری میں جلوہ افروز تھے اس پر نہ تو کوئی استحالہ ہے اور نہ ہی کوئی وجہ اس تخصیص کی ہے کہ حضور کی صورت مثالی نظر آتی ہے (بلکہ خود رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی بنفس نفیس نظر آتے ہیں) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

تنبیہ :- یہی خاتمۃ المحدثین امام سیوطی قدس سرہٗ ہیں جنہوں نے ۷۵ بار جاگتے ہوئے سر کی آنکھوں سے سید دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے (میزان الشریعۃ الکبریٰ للامام الشعرانی ص ۴۴/۱)

۱۱- عارف باللہ علامہ نورالدین حلبی کا ایمان افروز ارشاد رحمۃ اللہ تعالیٰ

وان الذی اراہ ان جسدہ الشریف لا یخلو منہ زمان ولا مکان ولا محل ولا امکان ولا عرش ولا لوح ولا کرسی ولا قلم ولا بر ولا بحر ولا سھل ولا دعر ولا برزخ ولا قبر کما

اشرنا الیہ ایضا وانہ امتلاء الکون الاعلی کامتلاء الکون الاسفل بہ وکامتلاء قبرہ بہ۔ (جواھر البحار ص ۱۱۵/۲)

علاّمہ حلبی، حضرت علامہ سیوطی رحمہما اللہ تعالیٰ کے کلام کی تصدیق فرماتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ اس بارہ میں یہ ہے کہ رسولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسمِ انور سے نہ تو کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی مکان نہ کوئی محل خالی ہے نہ امکان نہ عرش خالی ہے نہ لوح و کرسی نہ قلم نہ کوئی خشک جگہ خالی ہے نہ سمندر نہ ہموار زمین اور نہ برزخ خالی ہے نہ کوئی قبر خالی ہے جیسے سیّد دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے روضہ انور مملو (بھرا ہوا) ہے یوں ہی ملک اور یوں ہی ملکوت مملو ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

نوٹ:۔ حضرت علامہ حلبی کے قول مبارک سے حضرت علامہ حقی صاحب روح البیان کے قول کی تصدیق وتائید بھی ہوئی۔ رضی اللہ عنہما مولاہما الکریم۔

۱۲- حُجّۃ الاسلام سیّدنا امام غزالی قدس سرّہ کا ارشادِ مُبارک

واحضر فی قلبك النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصہ الکریم وقل السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(احیاء العلوم ص ۱۷۵/۱)

یعنی اے نمازی جب تو نماز کے قعدہ میں بیٹھے تو سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دل سے حاضر جان اور عرض کر السّلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۱۳۔ مُفسرِ قرآن علّامہ احمد بن مُحمّد صاوی مالکی کا ارشاد

ھذا بالنظر للعالم الجسمانی لاقامۃ الحجۃ علی الخصم وامّا بالنظر للعالم الروحانی فھو حاضر رسالۃ کل رسُول وما وقع لہ من لدن آدم الی ان ظھر بجسمہ الشریف ولکن لا یخاطب بہ اھل العناد (تفسیر صاوی ص۲۰۶/۳)

سورہ قصص زیر آیت وما کنت بجانب الطور اذ نادینا

یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ اے محبوب جب ہم نے موسیٰ کو پکارا اس وقت آپ کوہِ طور کے پاس نہیں تھے یہ ارشاد عالمِ جسمانی کے اعتبار سے ہے تاکہ مخالف پر حجت قائم ہو سکے لیکن عالم روحانی کے اعتبار سے تو رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رسول کی رسالت پر حاضر ہیں بلکہ حضرت آدم سے لے کر حضور کی بعثت مبارکہ تک (ہر نبی رسُول) کے ساتھ جو کچھ ہوا حضور سب پر حاضر ہیں لیکن مخالفین کے ساتھ اس روحانی اعتبار سے گفتگو کرنا فضول ہے۔

۱۴۔ حضرت مُلّا علی قاری علیہ رحمۃ الباری کا ارشاد مُبارک

فیہ تنبیہ نبیہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر ناظر فی ذالک العرض الاکبر (مرقاۃ ص۲۶۴/۱۰)

یعنی اس میں زبردست تنبیہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میدان محشر میں حاضر و ناظر ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

۱۵۔ حضرت شیخ المحدثین قدس سرہٗ کا ارشاد مُبارک

چونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات اپنی حقیقت کے اعتبار سے سارے موجودات اور کائنات میں حاضر و شاہد و موجود و ناظر ہے اس لیے ذات مصلی یعنی نماز پڑھنے والے کی ذات کے پاس بھی حاضر و شاہد ہے۔ اور اسلام کو بصیغہ خطاب لانا حقیقت میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہد و مشہود حاضر و موجود ہونے کے اعتبار سے ہے۔ صلی اللہ علیک یارسُول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ۔ (تکمیل الحسنات مترجم ص۵)

۱۶۔ مولانا عبد الحی لکھنوی کا ارشاد مُبارک

السر فی خطاب التشھد ان الحقیقۃ المحمدیۃ کانھا ساریۃ فی کل وجود وحاضرۃ فی باطن کل عبد (السعایۃ")

یعنی نماز کے قعدہ میں تشہد پڑھتے وقت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بصیغہ خطاب سلام عرض کرنے میں حکمت یہ ہے کہ حقیقت محمدیہ ہر وجود میں ساری ہے اور ہر بندے کے باطن میں حاضر ہے۔

۱۷۔ عارف باللہ محمّد بن عثمان میر غنی قدس سرہ کا ارشادِ مُبارک

انہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمعک ویراک ولو کنت بعیدا فانہ یسمع باللہ و یری بہ فلا یخفی علیہ قریب ولا بعید۔ (سعادۃ الدارین ص۵۰۸)

یعنی اے درود پاک پڑھنے والے حبیبِ خدا سیدنا انبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ والسّلام تیرے درود پاک پڑھنے کو سُنتے ہیں اور تجھے دیکھتے ہیں اگرچہ تو مدینہ منورہ سے دور ہو کیونکہ رسُولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا کی قدرت کے ساتھ سنتے اور دیکھتے ہیں لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نہ تو کوئی قریب کی چیز پوشیدہ ہے نہ دُور کی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۱۸۔ عارف باللہ سیّدی علی بن علوی متوفی ۵۱۲ھ کی سرگذشت

انہ کان یری النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولیسألہ عن امور تشکل علیہ فیبینھا لہ ویوضحھا وکان اذا قال فی التشھد اوغیرہ السّلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لیسمع المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول لہ وعلیک السلام یا شیخ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ (سعادۃ الدارین ص۱۴۱)

یعنی حضرت شیخ علی بن علوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسُولِ اکرم شفیع اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو (بیداری) میں دیکھا کرتے تھے اور اگر کسی مسئلہ میں اشکال ہوتا تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے پوچھ لیا کرتے تھے اور سیّد دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسکو وضاحت سے بیان فرمایا کرتے نیز حضرت شیخ موصوف کبھی سلام عرض کرتے تشہد میں یا غیر تشہد میں تو وہ اپنے کانوں سے سُنتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۱۹۔ خواجہ خواجگاں سیّدنا امام ربّانی مجدّد الف ثانی قدّس سرہ کا ارشادِ گرامی

"وبعداز تحریر آں چناں معلوم شد کہ حضرت رسالت خاتمیّت علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ باجمع کثیر از مشائخ اُمت خود حاضر اند وہمیں رسالہ را در دست مبارک خود دارند۔" (مکتوب مبارکہ جلد اوّل ص۲۲)

یعنی رسالہ لکھ لینے کے بعد یوں معلوم ہوا کہ سیّد دو عالم رحمۃ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے مشائخ کرام سمیت حاضر (جلوہ افروز) ہیں اور وہی رسالہ اپنے دستِ مبارک میں لیے ہُوئے ہیں۔

۲۰۔ امام العارفین خواجہ ضیاء اللہ نقشبندی قدّس سرہٗ کا فرمان

درود پاک کے آداب سے یہ ہے کہ درود پاک پڑھتے وقت یہ خیال رکھے کہ آپ حاضر ہیں اور سُن رہے ہیں اور منتظر و امیدوار رہے تاکہ درود پاک کے ذریعہ سے آنحضرت کی جناب سے فیض پہنچے۔" (مقاصد السالکین ص۵۶)

ذاتِ مصطفےٰ میں فانی شیر ربّانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری کا ایمان افروز ارشاد

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (افضل البشر) بھی ہیں لیکن حاضر و ناظر بھی۔
(انقلابِ حقیقت ص۴۲)

نیز فرمایا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر کہتے ہیں۔
(انقلابِ حقیقت صـ ۶۲)

شیخ الشیوخ خواجہ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی

"پس باید کہ بندہ ہمچنانکہ حق سبحانہ و تعالیٰ را پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف مطلع بیند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را نیز ظاہر و باطن مطلع و حاضر داند"
(عوارف المعارف منقول از محک العقائد)

یعنی جیسے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت اپنے ہر ظاہری و باطنی احوال پہ واقف اور مطلع جانتا ہے یوں ہی رسولِ اکرم کو بھی ظاہری و باطنی احوال پر مطلع اور حاضر جانے۔

حضرت علامہ نور الدین حلبی قدس سرہ العزیز کا ارشادِ مبارک

ان شهادته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم مستمرة بموجب حضوره فى جميع العوالم امتلاء الكون و المكان والزمان به (رساله تعريف اهل الاسلام والايمان بان سيدنا محمد الا يخلوا عنه مكان ولا زمان)

(منقول از جواہر البحار صـ ۱۲۲/۲)

یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شہادت اس وجہ سے جاری

ہے کہ رسُولِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب جہانوں میں حاضر ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ سے کون ومکان اور زمان پُر ہیں ۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہ واولیاء امتہ وسلم ۔

نیز فرمایا:- ان الملکین یقولان للمقبور ما تقول فی ھذا الرجل واسم الاشارۃ لایشار بہ الا الحاضر ھٰذا ھو الاصل فی حقیقۃ معناہ واما قول بعض العلماء انہ یمکن ان یکون حاضرا ذھنا فلا سبیل الیہ ھنا لا نا نقول لہ ما الذی دعا الی التجوز والعدول عن الحقیقہ الی ذالک فوجب ان یکون حاضرا بجسدہٖ الشریف بلا کلام ۔

(جواہر البحار ص ۱۱۶/۲ ۔ سعادۃ الدارین صفحہ ۴۵۹

یعنی قبر میں منکر نکیر تشریف لاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں ما تقول فی ھذا الرجل (ہذا اسم اشارہ ہے) اور اسمِ اشارہ سے اس ذات کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے جو حاضر ہو یہ اسم اشارہ کا حقیقی معنی ہے اور بعض علماء کا یہ کہنا کہ ممکن ہے اسم اشارہ سے حاضر فی الذہن کی طرف اشارہ ہو۔ ہم کہتے ہیں یہاں حاضر فی الذہن کا کوئی راستہ نہیں کیونکہ حاضر فی الذہن کی طرف لے جانا اور مجاز اختیار کرنا اور حقیقت کو بلا وجہ چھوڑ دینا اسکا کون داعی ہے لہذا واجب ہوا کہ سیّد دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے جسمِ پاک کے ساتھ قبر میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور اس میں کوئی کلام نہیں ہے ۔

سبحان اللہ ! یہ ہے اولیاء کرام بزرگان دین کا ایمان ۔ خدا تعالےٰ ہم ایمان والوں کی طرف سے ان اولیاء کرام محدثین عظام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو

جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کے مزارات مبارکہ پر دن رات دائم مستمر باران رحمت نازل فرمائے اور ہمیں انہیں کے مسلک پر قائم رکھے ۔ (آمین) بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ۔

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشادِ مبارک

قال ثم رایت ابن العربي صرح بماذ کرته من انه لا یمتنع رویة ذات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بروحه وجسده لانه سائر الانبیاء احیاء ردت الیهم ارواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم فی الخروج من قبورهم والتصرف فی الملکوت العلوی والسلفی ولا مانع من ان یراه کثیرون فی وقت واحد لانه کالشمس ۔

یعنی فرمایا کہ پھر میں نے ابن عربی رحمۃ تعالیٰ کی اس کے متعلق جو میں نے کہا ہے تصریح دیکھی کہ سیّد دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اور جسم مبارک کے ساتھ زیارت کرنا ممتنع نہیں ہے اس لیے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سارے نبی علیہم السّلام زِندہ ہیں ان کی روحیں قبض کرنے کے بعد ان کو واپس کر دی گئی ہیں اور ان کو مزارات مبارکہ سے نکلنے کی اور ملک ملکوت میں تصرف کرنیکی اجازت دیدی گئی ہے اور اس پر کوئی استحالہ نہیں کہ سیّد دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بیک وقت بہت سے لوگ زیارت کریں ۔ اِسلئے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورج کی طرح ہیں ۔ (سعادۃ الدارین ص ۴۲۲)

عارف باللہ شیخ احمد قدس سرہٗ کا ارشاد مُبارک

واذا ادعی جماعۃ من الناس فی امکنۃ متباعدۃ رویۃ صلی اللہ

علیہ وسلم یقظۃ فی اٰن واحد وھم من اھل الخیر والصلاح

فانھم یصدقون فی ذالک لانہ صلی اللہ علیہ وسلم کالشمس

فی الوجود فکما ان الشمس یراھا الذی بالمشرق والمغرب

وغیرھما فی ان واحد فکذالک ھو صلی اللہ علیہ وسلم

(سعادۃ الدارین ص۴۴۲)

یعنی جب کہ متقی اور پرہیز گار لوگوں کی ایک جماعت دُور دُور جگہوں سے یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم نے بیداری کی حالت میں ایک ہی وقت میں رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو ان کی یہ بات قابل تسلیم ہے کیونکہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس کون ومکان میں سوُرج کی طرح ہیں تو جیسے کہ سوُرج کو ایک شخص مشرق میں دیکھتا ہے اور بعینہٖ اسی گھڑی دوسرا شخص مغرب وغیرہ میں دیکھتا ہے اسی طرح رسُولِ خدا کو بیک وقت مشرق ومغرب میں دیکھا جاسکتا ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تنبیہ یہ بھی یاد رہے کہ سوُرج کرۂ ارض سے بدرجہا بڑا ہے اسی لیے ہر جگہ سے مشرق ومغرب سے شمال وجنوب سے ایک ہی جیسا دیکھا جاسکتا ہے یوں ہی سیّد العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسدِ حقیقی کون ومکان سے فرش وعرش سے لوح وقلم سے بدرجہا بڑا ہے اسی لیے مشرق ومغرب سے شمال وجنوب سے بیک وقت زیارت کی جا سکتی ہے لیکن فرق ہے کہ سوُرج بعید ہے اور حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم

قریب ہیں النبی اولی بالمومنین من انفسہم نیز یہ فرق کہ آفتابِ فلک سراپا جلال ہے اس میں حدّت ہے گرمی ہے یہ قریب آجائے تو جلادے لیکن آفتابِ رسالت سراپا رحمت ہے ان کے قریب ہونے کی وجہ سے راحت مل رہی ہے نیز یہ بھی فرق ہے کہ آفتاب فلک کے سامنے اگر پردہ آجائے تو وہ محجوب و محصور ہو جاتا ہے نظر نہیں آسکتا لیکن آفتاب نبوّت و رسالت کے سامنے ہزاروں پردے آجائیں وہ محجوب نہیں ہو سکتا۔ قال

الاجھوری وقد یقال ان مراد الصوفیہ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کالشمس من حیث انہ یراہ کل واحد وان کان لیس کالشمس من حیث انھا اذا کانت بمکان محصور تحجب رویتھا عمن بمکان اٰخر بخلاف فہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ لا یحجب رویۃ المکان الذی ھو فیہ ولا غیرہ من احد خرقا للعادۃ وکرامۃ لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلیس کالشمس فی ھذا۔

یعنی علامہ اجہوری نے فرمایا کہا جاتا ہے کہ صوفیہ کرام کی مراد یہ ہے کہ سیّد دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورج کی طرح ہیں صرف اس حیثیت سے کہ آپ کی ہر شخص زیارت کرسکتا ہے (خواہ مشارق و مغارب میں ہو) لیکن اس حیثیت سے سوُرج کی طرح نہیں ہیں کہ سورج اگر پس پردہ ہو تو اسکو نہیں دیکھا جا سکتا لیکن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پردوں اور حجابات کے پیچھے سے بھی دیکھا جا سکتا ہے بطور معجزہ اور آپ کی کرامت و بزرگی کی وجہ سے لہذا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس معاملہ میں سوُرج

کی طرح نہیں ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (سعادۃ الدارین صفحہ ۴۴۲)

ہاں دیکھنے والے کی آنکھ میں استعداد ہونی چاہیئے پھر کوئی چیز پردہ اور حجاب نہیں ہو سکتی جیسا کہ سیدنا ابوالعباس مرسی نے فرمایا میں ایک لمحہ کے لیے حضور کو نہ دیکھوں تو اپنے آپ کو مسلمان نہ سمجھوں۔

ایک غلطی کا ازالہ

بعض کا خیال ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہو یا بیداری میں ہو حضور کی صورت مثالی نظر آتی ہے حضور خود بجسدہ[1] نظر نہیں آتے یہ خیال غلط ہے۔ تصریح ص۳۲ پر ہے عارف باللہ علامہ نورالدین حلبی نے فرمایا

فمتی کان کذالک مناماً کان فی عالم الخیال والمثال
ومتی کان یقظۃ کان بصفتی الجمال والاجلال وعلیٰ غایت الکمال

کما قال القائل ؎

لیس علی اللہ بمستنکر ؛ ان یجمع العالم فی واحد

یعنی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہوتی ہے تو عالمِ خیال اور عالمِ مثال میں ہوتی ہے اور جب بیداری میں ہے تو سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی صفتِ جلال واجلال اور پورے کمال کے ساتھ نظر آتے ہیں کسی قائل نے کیا خوب کہا ہے کہ خدا تعالیٰ پر محال نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ ایک ذات میں سارا جہان جمع کر دے۔ والحمد للہ رب العالمین

(سعادۃ الدارین ص۴۵۸)

حضرت علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی

واذا کان القطب
یملاء الکون

[1] جسد مبارک سے مراد جسد عنصری نہیں ہے جیسے کہ بعض معترضین عوام کو دھوکہ دینے کے لئے جسد عنصری مراد لیتے ہیں بلکہ جسد مبارک سے وہ جسد حقیقی مراد ہے جو کہ کتاب جسد کو رسکے۔ ص۳۲ پھر ص۲ پر ہے اللہ تعالیٰ کج روی سے بچائے۔ منہ

كما قال التاج ابن عطاء الله فما بالك بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم .

یعنی جب قطب سے کون ومکان پُر ہے جیسے کہ ابن عطا اللہ نے فرمایا تو اے مخاطب تیرا سرورِ کون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق کیا خیال ہے ۔ (سعادۃ الدارین صفحہ ۴۴۲)

سیّدی تاج الدّین ابن عطائے اللہ سکندری قدس سرہٗ کا ارشادِ مُبارک

یا فلان الرجل الکبیر یملاء الکون ولو دعی القطب من حجر لاجاب اھ فاذا کان ھذا حال الرجل الکبیر فسید المرسلین اولیٰ ۔

یعنی اے مخاطب رجل کبیر (قطب) سے جہان بھرا ہوا ہے اگر قطب کو کسی سوراخ سے بلایا جائے تو وہ جواب دیگا لہذا جب یہ حال قطب کا ہے تو سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بطریق اولیٰ جہان پُر ہے

اپیل :- اے میرے مسلمان بھائی اس فصل دوم اور پہلی فصل میں مندرج آیات واحادیثِ مبارکہ اور بزرگانِ دین کے اقوال کو ایمان کی نظروں سے پڑھ اور سیّدِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت وعظمت کے پیشِ نظر خود فیصلہ کرے ۔ کفی بنفسك الیوم علیك حسیبا

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبه سید الانبیاء المرسلین وعلی آلہٖ واصحابه اجمعین ۔

فصل سوم ایمان کا تقاضا تو یہ ہے ؎ عقل قرباں کن

بہ پیش مصطفےٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) لیکن موجودہ دور کا انسان ہر چیز کو عقل سے پرکھنا چاہتا ہے لہذا چند سطریں سپردِ قلم کی جاتی ہیں جن کے مطالعہ سے وہ مسلمان جو ع در دلِ مسلم مقام مصطفےٰ است ۔ کا مصداق ہے وہ اپنی وسعت نظر سے تحقیق کر کے ولکن لیطمئن قلبی کا مظہر بن سکے اقول وباللہ التوفیق ۔

سیدِ دو عالم نورِ مجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وبارک وسلم کے حاضر و ناظر ہونے پر عقلی دلیل

رسولِ محترم حبیب مکرم شفیع اعظم فخر آدم وبنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین حالتیں ہیں (۱) حالتِ بشری (۲) حالتِ ملکی (۳) حالت حقی ۔

تفسیر روح البیان میں ہے ۔ حضرتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم راسہ صورت است یکے بشری کقولہ تعالیٰ انما انا بشر مثلکم دوم ملکی چنانچہ فرمودہ است لست کاحد ابیت عند ربی سوم حقی کما قال لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل ۔

(روح البیان صـ ۳۱۲ سورۃ مریم)

یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین حالتیں ہیں (۱) بشری جیسے کہ فرمان خدا جل جلالہ ہے قل انما انا بشر مثلکم دوسری حالت ملکی ہے کہ سیّد دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں تم میں سے کسی جیسا نہیں ہوں میں اپنے رب تعالیٰ کے دربار میں ہوتا ہوں ۔ تیسری حالت

حق ہے جیسا کہ فرمایا میرے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ اس میں کسی نبی رسول کی گنجائش نہیں ہے علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسّلام۔

بلکہ فقیر پر تقصیر ابوسعید غفر اللہ لہ ولوالدیہ کہتا ہے کہ سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان یا ابابکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی (مطالع المسرات - تجلی الیقین صے ۹۷)

یعنی اے میرے یارِ غار میری حقیقت کو میرے رب تعالیٰ کے سوا کسی نے پہچانا ہی نہیں۔ اسی حالت حقی پر دال ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ اور سرورِ کون ومکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معراج پاک کے بھی تین حصے ہیں۔ (۱) مسجد حرام سے بیت المقدس تک (۲) بیت المقدس سے سدرۃ المنتہے تک (۳) سدرۃ المنتہی سے لامکان تک۔ اور سید دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سفر معراج کے ہر حصہ میں ایک ایک حالت کا ظہور ہوا۔ جب سرورِ کون ومکاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سفر مبارک مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تھا اسوقت حالتِ بشری ظاہر تھی اور دوسری دونوں حالتیں باطن تھیں اور جب اس سیّد الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سفرِ مسجد اقصیٰ سے شروع ہوا تو اسوقت حالت ملکی ظاہر ہوئی پھر جب سدرۃ المنتہیٰ سے سفرِ مبارک شروع ہوا تو حالتِ حقی ظاہر ہوئی اور یہ وہ سفر تھا

جبریل رُکے براق تھکے رفرف بھی آگے جا نہ سکے
رب ادن منی حبیبی کہے تیرے قرب خدا کا کیا کہنا

اس مختصر سی تمہید کے بعد اب اصل مسئلہ کی طرف آئیے سیّد العالمین

شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا میں لباس بشریت میں تشریف لائے یعنی آپکی حالت بشری ظاہر تھی لہذا صحابہ کرام بلکہ سب دیکھنے والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انسانی صورت میں دیکھتے لیکن سیّد دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حقیقی وجود مبارک اتنا عظیم ہے کہ سارا جہان کون و مکان عرش وکرسی لوح وقلم اس کے سامنے ہیچ ہے بہت ہی چھوٹا ہے بلکہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجود حقیقی اس جہان میں یوں جاری و ساری کہ زمین و آسمان عرش وکرسی سے کوئی چیز حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دور اور حجاب میں نہیں روحِ دوعالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سارے جہان اور کون ومکان کو مثل کفِ دست دیکھ رہے ہیں اسی لیے قرآن پاک اعلان فرما رہا ہے۔ یا ایھا النبی انا ارسلناك شاھداً اور یہی مفاد ہے ارشاد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیام کانما انظر الی کفی ھٰذا" کا اور یہی مفاد ہے صاحبِ روح البیان کے اس تفسیری قول کا ابتداء آفرینش سے لے کر جو کچھ ہوا سب حضور کے سامنے ہوا۔ آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضور کے سامنے جیسے کہ ص ۱۱ اور ص ۱۲ پر گذرا

اب اس دعوے پر کہ سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حقیقی وجود مبارک کی عظمت کے سامنے کون ومکاں ہیچ ہیں بزرگانِ دین اولیاء کاملین کے چند ارشادات مبارکہ بطور شواہد پیش کیے جاتے ہیں۔ و باللہ التوفیق۔

۱: حضرت شیخ ابو العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ میں

حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا تیرا شیخ (پیر) میں نہیں ہوں بلکہ تیرے شیخ خواجہ عبد الرحیم ہیں اور جب میں حضرت خواجہ عبد الرحیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا اے ابو العباس تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچانا ہے میں نے عرض کیا نہیں تو آپ نے حکم دیا کہ بیت المقدس جاؤ تاکہ تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچان لے جب میں نے وہاں سے روانہ ہو کر بیت المقدس میں قدم رکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اذا السماء والارض والعرش والکرسی مملوۃ من النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(الحاوی للفتاوی ص ۴۴۵ ج ۲)

یعنی دیکھا کہ زمین و آسمان عرش و کرسی سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پُر ہیں جب یہ دیکھ کر میں واپس خواجہ عبد الرحیم قدس سرہٗ کی خدمت میں آیا تو آپ نے پوچھا اے ابو العباس کیا تو نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ لیا میں نے عرض کیا ہاں دیکھ لیا تو آپ نے فرمایا اب تیری طریقت پوری ہو گئی۔ پھر فرمایا لم تکن الاقطاب اقطاب والاوتاد اوتادًا والاولیاء اولیاء الا بمعرفتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام (الحاوی للفتاوی ص ۴۴۵ ج ۲)

یعنی ولی ولی نہیں بن سکتے اوتاد اوتاد نہیں بن سکتے اور قطب قطب نہیں بن سکتے جب تک وہ سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ پہچان لیں۔

۲ : عارف باللہ حضرت علامّہ حلبی پھر علامہ نبہانی قدس سرہٗ کا ارشادِ مبارک جو مذکور ہوا۔ وان الذی اراہ ان جسدہ الشریف لایخلوا عنہ زمان ولامکان الخ یعنی ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ سیّد دو عالم نُورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسدِ شریف سے نہ کوئی زمانہ خالی ہے نہ کوئی مکان نہ زمین نہ آسمان نہ عرش نہ کرسی نہ لوح وقلم بلکہ آپ کے جسدِ شریف سے ملک وملکوت پُر ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۳ :۔ یہی مفاد خاتمہ المحدثین علامہ سیوطی قدس سرہٗ کا فاذا اراد اللّٰہ رفع الحجاب عمن اراد اکرامه برویته راه علی هیئة التی هو علیها لا مانع من ذالک ولا داعی الی التخصیص برویة مثاله

(الحادی للفتاوی ص۴۵۳/۲)

یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے پر زیارت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انعام کرنا چاہے تو پردہ اٹھا دیتا ہے اور بندہ وہیں پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ لیتا ہے۔ اس امر پر نہ کوئی استحالہ ہے اور نہ ہی اس تخصیص کی ضرورت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ نظر آتی ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۱۔ شیخ المحدثین شیخ عبدالحق محدّثِ دہلوی کا ارشادِ مبارک

و بعضے از عرفاء گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ذوات مصلیاں موجود وحاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و

ازیں شہود غافل نبود تا با نوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائض گردد۔

(اشعۃ اللمعات ص۴۰۱ ج ۱)

یعنی بعض عارفین نے فرمایا ہے کہ تشہد میں السّلام علیک ایہا النبی بطور خطاب اس وجہ سے ہے کہ حقیقتِ محمدیہ موجودات کے ہر ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں جاری وساری ہے لہٰذا سیّد دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں۔ نمازی کو چاہیئے کہ اس اَمر سے آگاہ ہو اور اس شہود (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و موجود ہونے) سے غافل نہ ہو تا کہ حضور کے قرب سے اور معرفت کے اسرار سے منور و فائض ہو۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اب ذرا ایمان کی نظروں سے آگے بھی دیکھئے حضرت جبریل اور حضرت عزرائیل (ملک الموت) اور منکر نکیر علیہم السّلام کا معاملہ مسئلہ کی وضاحت کے لیے کافی ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کا اصلی وجود (جسم مبارک) اتنا بڑا ہے کہ آپ کے چھ سو پَر ہیں صرف دو پَر پھیلائیں تو سارا جہان ان کے نیچے آجائے۔ حضرت علاّمہ سیوطی قدس سرہٗ نقل فرماتے ہیں۔

ھٰذا جبریل راٰہ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ولہ ستمائۃ جناح منھا جناحان سد الافق۔ (الحاوی للفتاوی ص۲۴۲ ج ۱)

یعنی جبریل علیہ السّلام کو سیّد دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اصلی حالت میں دیکھا کہ اس کے چھ سو میں سے صرف دو پَروں سے سارا اُفق بھرا ہوا ہے اور یہی جبریل علیہ السّلام ہیں جن کو حضرت مریم نے بشری لباس میں دیکھا تو ایک نوجوان انسان نظر آئے فتمثل لھا بشرا سویا۔

(قرآن پاک سورۃ مریم)

یعنی جبریل (علیہ السّلام) مریم (علیہا السّلام کے سامنے پورے انسان کی صورت میں آ گئے اور یہی جبریل علیہ السّلام ہیں جنہیں صحابہ کرام نے دیکھا تو ایک عام انسان کی صورت میں دیکھا چنانچہ امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا رجل شدید بیاض الثیاب شدید سواد الشعر (مشکوٰۃ باب الایمان ص۱۱)

یعنی ایک مرد دیکھا نہایت سفید لباس ہے اور نہایت سیاہ بال ہیں رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھٹنوں مبارکہ کے ساتھ گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا اسکے جانے کے بعد حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا اے عمر جانتے ہو کہ یہ کون تھا عرض کیا اللہ ورسولہٗ اعلم - اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسُول ہی بہتر جانتے ہیں۔صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو حضور نے فرمایا اے عمر یہ جبریل تھے تمہیں دین سکھانے آئے تھے۔

نیز حضرت محمد بن مسلمہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایکدن دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرد کے کان سے منہ مبارک لگا کر کچھ فرمارہے ہیں۔ میں یہ دیکھ کر آگے چلا گیا .جب واپس آیا عرض کیا فمن کان یارسُول اللہ قال جبریل۔ (الحاوی للفتاوی ص۴۵۶/۲)

حضور یہ کون تھا تو آپ نے فرمایا یہ جبریل (علیہ السّلام) تھے۔

نیز ام المومنین صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایک دن میں نے اپنے حجرہ میں ایک مرد کو دیکھا کہ رسُول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں میں نے عرض کیا یارسُول اللہ من ھذا حضور یہ کون تھا حضور نے فرمایا بمن شبھته اے صدیقہ تو نے

کس جیسا دیکھا عرض کیا بد حیثہ حضور یہ تو دحیہ صحابی معلوم ہوتے تھے فرمایا
لقد رایت جبریل (الحاوی للفتاوی صفحہ ۴۵۷/۲) اے صدیقہ یہ دحیہ صحابی نہیں
تھے بلکہ تونے جبریل کو دیکھا ہے۔ (علیہ السّلام)

یوں ہی حضرت عزرائیل (ملک الموت) علیہ السّلام کا اپنا وجود مُبارک
اتنا عظیم ہے کہ ساری دنیا ان کے سامنے ایک طشت (تھالی) کی طرح ہے
وہیں پر ہر مرنے والے کی روح پکڑ لیتے ہیں لیکن اس مرنے والے کے سامنے
ایک انسان کی طرح آتے جاتے نظر آتے ہیں چنانچہ تفسیر مظہری میں ہے۔

قال مجاهد قد جعلت الارض لملك الموت كالطست يتناول من
حيث يشاء۔ (تفسیر مظہری صفحہ ۲۷۷/۳) تفسیر روح البیان صفحہ ۴۵/۳)

یعنی امام مجاہد نے فرمایا کہ ملک الموت کے لیے ساری زمین ایک طشت
(تھالی) کی طرح ہے جہاں سے چاہتے ہیں روح کو پکڑ لیتے ہیں اور یہی حضرت
ملک الموت ہیں۔ هذا عزرائيل يقبض فى كل ساعة من الخلائق
فى جميع العوالم ما لا يعلم الا الله وهو يظهر لهم بصور اعمالهم
فى مرائى شتى و كل واحد منهم ليشهده و يبصره فى صور مختلفه

(الحاوی للفتاوی صفحہ ۳۴۱/۱)

یعنی ملک الموت علیہ السّلام جہان بھر سے ہر گھڑی میں اتنی مخلوق کی
جانیں قبض کرتے ہیں کہ خُدا تعالیٰ ہی جانتا ہے اور ملک الموت علیہ السّلام
مرنے والوں کے سامنے ان کو مختلف صورتوں میں دیکھنا اور مشاہدہ کرتا ہے۔

ایمان والے اس بات پر غور کریں کہ جب حضرت جبریل علیہ السّلام
کے سامنے روئے زمین چھ سو پروں میں سے صرف ایک پر کے نیچے ہیچ ہو

اور حضرت ملک الموت کے سامنے روئے زمین صرف ایک تھالی کی مانند ہو تو سید العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے سامنے زمین وآسمان کی کیا حقیقت رہ جاتی ہے۔ اسی لیے حضرت علامہ حلبی قدس سرہٗ نے فرمایا۔

ومن البراھین علیٰ ذالك ایضا انه یجوز ویمکن ویتعقل ان یجعل اللّٰه تعالیٰ العوالم العلویة والسفلیة بین یدی النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کجعله تعالی الدنیا بین یدی سیدنا عزرائیل فان الملك الجلیل عزرائیل سئل کیف تقبض روح رجلین حضر اجلھما معاً احدھما فی اقصی المشرق والاٰخر فی اقصی المغرب فقال ان اللّٰه تعالیٰ قدزوّی لی الدنیا بجمیع اکوانھا فجعلھا بین یدی کالقصعة بین یدی الاکل اتناول منھاما شئت۔

(جواھر البحار ص ۱۱۸/۲

یعنی سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے پر ایک دلیل یہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ملک الموت کے سامنے روئے زمین کو ایک تھالی کی طرح کر دیا ہے ایسے ہی خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کون ومکان زمین وآسمان عرش وکرسی کو کر دیا یہ امر جائز بھی ہے ممکن بھی ہے اور عقل بھی اسے تسلیم کرتی ہے۔ اس عظیم الشان فرشتے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ ان دو مردوں کی روحیں کیسے قبض کر لیتے ہیں جن کے مرنے کا وقت ایک ہی ہو لیکن ان میں سے ایک

انتہاءِ مشرق میں ہو اور دوسرا انتہاء مغرب میں ہو تو حضرت ملک الموت نے جواب دیا کہ خدا تعالیٰ نے ساری روئے زمین میرے سامنے یوں کر دی ہوئی ہے جیسے کہ کھانے والے کے سامنے پیالہ ہوتا ہے وہ جہاں سے چاہے لقمہ اٹھا لیتا ہے یوں ہی میں بھی جہاں سے چاہوں روح نکال لیتا ہوں۔

ان مذکورہ بالا شواہد کی روشنی میں اس مومن کے لیے کہ جس کے سینہ میں عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قندیل روشن ہے پوری بصیرت موجود ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی مخلوق کی طرف بشری لباس میں مبعوث فرمایا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور کو اس بشری حالت میں دیکھتے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم مبارک ایک انسان کے جسم جتنا ہے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حقیقی وجود مبارک کون و مکان سے زمین و آسمان سے عرش و کرسی سے ملک و ملکوت سے بدرجہا بڑا ہے اور اس جہان کی حیثیت حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اتنی بھی نہیں جتنی کہ انسان کے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی بلکہ یہ نسبت تو صرف افہام و تفہیم کے لیے ہے ورنہ حضور کی امت کے افراد جب ریاضت و مجاہدہ کرتے کرتے بشریت سے نکل جاتے ہیں تو یہ جہاں ان کے سامنے ہیچ ہو جاتا ہے محبوبِ سبحانی قطبِ ربانی غوثِ اعظم قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔ ؎

نَظَرتُ اِلٰی بلَادِ اللّٰہِ جَمعًا   کَخَردَلۃٍ عَلٰی حُکمِ التِّصَالِ

(قصیدۃ غوثیہ مبارکہ)

اور حضرت علی عزیزاں قدس سرہٗ نے فرمایا زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ

الیست ۔ (منقول از خالص الاعتقاد)

یعنی روئے زمین ولیوں کی نظر میں یوں جیسے کہ دسترخوان ہوتا ہے ۔ بعدازں جب اسی سلسلہ کے بزرگ خواجہ خواجگان خواجہ بہاؤالدین شاہ نقش بند قدس سرہٗ نے یہ ارشاد سنا تو فرمایا مامے گوئم کہ چوں روئے ناخنیست (خالص الاعتقاد)

یعنی میں کہتا ہوں کہ روئے زمین ولیوں کی نظر میں یوں جیسے کہ انگلی کا ناخن ہوتا ہے اور حضرت سید عبدالعزیز دباغ قدس سرہٗ نے فرمایا ما السمٰوات السبع والارضون السبع فی نظر العبد المؤمن الا کحلقہ ملقاہ فی فلاۃ من الارض ۔ (خالص الاعتقاد)

یعنی ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں مومن کامل کی نظر میں ایسے ہیں جیسے ایک میدان لق دق میں ایک چھلا پڑا ہو ۔ سبحان من عظم عبادہ الذین لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔

الحاصل رحمت دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باذن اللہ تعالیٰ حاضر بھی ہیں ناظر بھی ہیں کوئی چیز آپ سے دُور نہیں ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین وبارک وسلم۔

حکایت

فقیر غفرلہٗ مؤلف ایں کتاب جب جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور زادھا اللہ شرفاً میں سیّدی المکرم نبراس المحدثین محدثِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حسب ارشاد فتویٰ نویسی پر مامور تھا ان دنوں جامعہ چشتیہ لائل پور سے ہیڈ ماسٹر صاحب نے کسی ٹیچر کو جو کہ مکتبہ فکر دیوبند سے تعلق رکھتے تھے کسی عبارت کی تصحیح کے لیے جامعہ رضویہ بھیجا۔

ان ٹیچر صاحب کی موجودگی میں کسی نے حاضر و ناظر کا مسئلہ چھیڑ دیا فقیر نے مندرجہ بالا دلائل سے مسئلہ کی وضاحت کی۔ وہ ٹیچر صاحب جو کہ کراچی کے کسی ادارہ کے سند یافتہ بھی تھے خاموش سُنتے رہے اور بڑے متاثر ہوئے کچھ دنوں کے بعد پھر دوبارہ آئے اور بیان کیا کہ آپ کے بیان کو سن کر اب میں یہ جان کر کہ حضور میرا درود پاک سُن رہے ہیں درود پڑھتا ہوں تو عجیب کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور بڑا ہی سرور حاصل ہوتا ہے۔ والحمد للہ رب العالمین

فصل چہارم

شانِ ولایت

اللہ تعالیٰ نے اپنے ولیوں کو جو کرامات عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ وہ بیک وقت متعدد مقامات پر متعدد اجساد کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اس کرامت کو تعدد اجساد کہا جاتا ہے۔ ذکر ابن السبکی فی الطبقات ان الکرامات انواع وعد منھا ان یکون لہ اجساد متعددۃ۔

یعنی علامہ ابن سبکی نے طبقات میں ذکر فرمایا کہ کرامتوں کی کئی قسمیں ہیں

ان کرامات سے یہ ہے کہ ولی کے کئی جسم ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر روح البیان ص ۲۱۵/۹ ، الحاوی للفتاویٰ ص ۳۴۲/۱)

نیز تفسیر مظہری میں ہے۔ وکذالک یجعل لنفوس بعض اولیائه فانهم یظهرون انشاء الله تعالیٰ فی آن واحد فی امکنة شتی باجسادهم المکتسبه یعنی یوں ہی خدا تعالیٰ اپنے بعض ولیوں کو طاقت عطا فرماتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک آن میں متعدد جگہوں میں اپنے اجساد مبارکہ کے ساتھ ظاہر ہو جاتے ہیں۔ (ص ۲۷/۳)

اور تفسیر روح المعانی میں ہے۔ ولا مانع من ان یتعدد الجسد المثالی الی مالا یحصی من الاجساد۔ (ص ۳۵/۲۲) یعنی اس سے کوئی امر مانع نہیں کہ جسد مثالی کا تعدد اتنے اجساد میں ہو کہ ان کا شمار بھی نہ ہو سکے۔

نیز قطب وقت عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ ومنها شهود الجسم الواحد فی مکانین فی آن واحد (الیواقیت والجواہر ص ۲) کرامات سے ہے ایک جسم کا آن واحد میں دو جگہوں میں ظاہر ہونا (یعنی تعدد اجساد) بعض لوگ کہتے ہیں کہ تعداد اجساد صرف روح کے ساتھ ہوتا ہے جسم کے ساتھ محال ہے اس پر امام شعرانی قدس سرہٗ کو جلال آ گیا۔ فرماتے ہیں۔ فیا من یقول ان الجسم الواحد لا یکون فی مکانین کیف یکون ایمانک بهذ الحدیث فان کنت مومنا فقلد وان کنت عالما فلا تعترض فان العلم یمنعک۔

یعنی افسوس ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ ایک جسم دو جگہ نہیں ہو سکتا۔ اے ایسا کہنے والے تیرا معراج پاک والی حدیث پر ایمان نہیں۔ (جس میں

حضور نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السّلام کو قبر مُبارک میں بھی دیکھا (الخ) ارے ایسا کہنے والے اگر تو مومن ہے تو تقلید کرے اگر تو عالم ہے تو اعتراض کیوں کرتا ہے (اگر تیرا عِلم نوری ہے) تو تجھے تیرا علم اعتراض کرنے سے باز رکھے گا۔

نوٹ :- بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضُور صلی اللہ علیہ وسلم صرف روح کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں یہ خیال صحیح نہیں ہے بلکہ سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حقیقی جسم مبُارک کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں چنانچہ مندرجہ بالا ارشاد میں اس کی تصدیق موجُود ہے بلکہ ہمارے اکابر نے اس امر کی تصریح بھی فرما دی ہے۔ امام ہمام علامہ نورُالدین حلبی نے فرمایا۔

فهو صلى الله عليه وسلم موجود بين اظهرنا حساً ومعنى وجسمًا وروحًا سراً وبرهانًا۔ (جواہر البحار شریف ص ۱۲۴/۲)

یعنی سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ظاہری اور معنوی طور پر بلکہ اپنے جسم و روح مبارکہ کے ساتھ موجُود ہیں۔ علم باطن کے طور بھی اور دلائل شرعیہ کے طور بھی موجُود ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رہی یہ بات کہ جسدِ اطہر کے ساتھ حاضر و ناظر ماننے سے اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ مثلاً وما كنت بجانب الطور وغیرہ تو یہ اسوقت ہے کہ ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشر من حیث البشر یعنی تین حالتوں میں سے صرف پہلی بشری حالت کے اعتبار سے حاضر و ناظر مانیں بلکہ ہم تو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جسد حقیقی کیساتھ باذن اللہ حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم۔

اس مختصر سی تمہید کے بعد اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی چند ایسی کرامات

ذکر کی جاتی ہیں جن سے مسئلہ مذکورہ کے سمجھنے میں بصیرتِ تامہ حاصل ہوگی

۱:۔ حضرت شیخ ابوالعباس مرسی قدس سرہٗ کو ایک نیاز مند نے نماز جمعہ کے بعد اپنے گھر تشریف لے جانے کی دعوت دی۔ آپ نے اِس دعوت کو قبول فرما لیا پھر دوسرا عقیدت مند آیا اس نے بھی اپنے ہاں کے لیے دعوت دی آپ نے اس کے ساتھ بھی وعدہ فرما لیا۔ پھر تیسرا آیا پھر چوتھا پھر پانچواں آپ نے سب کے ساتھ وعدہ فرما لیا۔ ثم صلی الشیخ مع الجماعۃ وجاء فقعد بین الفقھاء ولم یذھب لاحد منھم واذا بکل من الخمسۃ جاء یشکر الشیخ علٰی حضورہ عندہ۔

(الحاوی للفتاوی للعلامہ السیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی ص۳۴۰)

یعنی حضرت شیخ ابوالعباس نے نماز جمعہ پڑھی تو آپ علماء کرام کے پاس بیٹھ گئے اور کہیں نہ گئے کچھ دیر کے بعد وہ پانچوں نیاز مند دعوت دینے والے آئے اور حضرت شیخ کا ان سب کے گھروں میں تشریف لے جانے پر ہر ایک نے شکریہ ادا کیا رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

۲۔ یوں ہی حضرت سیّد امام علی شاہ مکان شریف والوں کو سات آدمیوں نے افطاری کی دعوت دی تو آپ نے سب کے گھر بیک وقت روزہ افطار کیا اور کھانا کھایا۔ (بحوالہ ماہنامہ سلسبیل بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۸۴ھ)

۳۔ یوں ہی حضرت علی ہمدانی نے بیک وقت چالیس اشخاص کے گھر جا کر کھانا کھایا۔ (کتاب ذخیرۃ الملوک منقول از خزینہ معرفت ص۱۸۲)

۴۔ سلطان جہانگیر نے سیدّنا امام ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز
سے عرض کیا کہ رسُول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر قبر میں تشریف
لاتے ہیں اور ایک ہی وقت میں مرنے والوں کی تعداد سینکڑوں،
ہزاروں تک پہنچتی ہوگی ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک
ذات ہیں ۔ تو حضور ہر مرنے والے کی قبر میں کیسے پہنچ جاتے ہیں۔
اس کی وضاحت فرمایئے ۔ سیدّنا امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
اے بادشاہ! دہلی والوں کو کہو کہ وہ میری دعوت کریں لیکن دعوت
ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں ہو ۔ اس فرمائش پر جہانگیر نے اپنے
بہت سے احباب کو امام ربانی کی دعوت کے متعلق کہہ دیا اور اسی دن خود بھی جہانگیر نے
امام ربانی کی دعوت کی وقت مقررہ پر سیدنا امام ربانی نے بادشاہ کے ہاں دعوت کھائی رات انکے ہاں قیام فرما
رہے ۔ صبح بادشاہ نے ان دعوت دینے والوں کو بلا کر پوچھا تو سب نے
فرداً فرداً اقرار کیا کہ امام ربّانی نے کل رات کا کھانا ہمارے گھر کھایا تھا
یہ سن کر بادشاہ حیران ہوا ۔ سیدنا امام ربّانی نے فرمایا اے بادشاہ میں تو
سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنی امتی ہوں اور جب میں سب کے
گھر بیک وقت موجود ہو کر کھانا کھا سکتا ہوں تو رسُولِ اکرم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کیوں ہر قبر میں جلوہ فرما نہیں ہو سکتے ۔ اور غوثوں کے غوث
محبوب سبحانی قطب ربانی کی مشہور کرامت ہے کہ آپ بیک وقت
کئی مریدوں کے ہاں پہنچے اور کھانا کھایا ۔ (ملخصًا فیوضات مجددیہ صد۱۱)

۵۔ حضرت سیدی محمد خضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان

قال الشعرانی واخبرنی من صحب الشیخ محمد الحضرمی

انہ خطب فی خمسین بلدۃ فی یوم واحد خطبۃ الجمعۃ و صلی بھم اماما۔ (روح البیان ص۶۱۶ ج۹)

یعنی قطب وقت سیّدنا امام شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے اس شخص نے بتایا جو کہ شیخ محمد خضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہا کہ حضرت شیخ خضرمی نے ایک ہی دن میں ایک ہی وقت پچاس شہروں میں جمعہ کا خطبہ دیا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ سبحان اللہ یہ تو شان ولایت ہے شان نبوت کا کیا کہنا۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

خاتمۃ المحدثین علاّمہ سیوطی رضی اللہ تعالیٰ نے عنہ نے حضرت قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ نقل فرمایا ہے اور قضیب البان وہ بزرگ ہیں جن کے متعلق حضرت محبوب سبحانی سرکار غوث اعظم قدس سرہٗ سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا ھو ولی مقرب ذو حال مع اللہ تعالیٰ وقدم صدق عندہ فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں قرب والا ولی ہے وہ صاحبِ حال ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے دربار میں سچائی کے قدم والے ہیں پھر کسی نے عرض کیا حضور وہ تو نماز نہیں پڑھتا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فرمایا انہ یصلی من حیث لا ترونہ وانی اراہ اذا اصلی بالموصل او بغیرھا من آفاق الارض لیسجد عند باب الکعبۃ یعنی فرمایا کہ قضیب البان وہاں نماز پڑھتے ہیں کہ تم دیکھ نہیں سکتے مگر میں اسے دیکھتا ہوں کہ موصل میں یا کسی اور جگہ زمین کے کسی خطے میں نماز

پڑھے تو سجدہ وہ خانہ کعبہ کے دروازہ کے پاس ہی کرتا ہے۔

(الحاوی للفتاوی ص ۳۴۱)

انہیں حضرت قضیب البان کے متعلق علامہ سیوطی قدس سرہٗ نے فرمایا یحکی عن قضیب البان الموصلی وکان من الابدال انه اتهمه بعض من لم یره یصلی بترك الصلوٰة وشدد النكير عليه فی ذالك فتمثل له علی الفور فی صور مختلفة وقال فی ای هٰذا الصور رایتنی ما اصلی۔ یعنی حضرت قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ جو کہ ابدال میں سے تھے ان پر کسی نے تہمت لگائی کہ یہ نماز نہیں پڑھتے اور سخت انکار کیا تو حضرت قضیب البان ان کے سامنے متعدد اجساد میں اور مختلف صورتوں میں ظاہر ہو گئے اور فرمایا اے اعتراض کرنے والے بتا تو نے ان میں سے کس صورت میں مجھے دیکھا ہے کہ میں نے نماز نہیں پڑھی۔ (الحاوی للفتاوی ص ۳۳۸)

اس واقعہ کو سیدنا امام نورالدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کرنے کے بعد فرمایا قلت فاذا كان هٰذا للواحد من الابدال افلا يظهر من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم الف الف مثال یعنی ابدال میں سے ایک ولی کی یہ شان ہے کہ وہ فوراً متعدد اجساد میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہو سکتا ہے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لکھوکھا اجساد نہیں ہو سکتے۔

نوٹ:۔ اس واقعہ میں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ سرکار غوث اعظم قدس سرہٗ نے فرمایا قضیب البان موصلی موصل میں یا زمین کے کسی خطے میں نماز

پڑھتے ہیں تو سجدہ کعبہ مکرمہ کے دروازے کے پاس ہی کرتے ہیں۔ سبحان اللہ ایک ولی کی شان کی نماز مشرق میں سجدہ کعبہ مکرمہ، نماز مغرب میں سجدہ کعبہ مکرمہ۔ نماز موصل میں سجدہ کعبہ مکرمہ تو کیا خدا تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جن کے صدقے میں سب کچھ ملتا ہے ان کے متعلق مومن تیرا کیا خیال ہے؟ یہ فیصلہ مومن کے ایمان پر چھوڑا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ایمان نصیب کرے اور ایمان پر قائم رکھے کہیں کسی شرک کی مشین چلانے والے کی زد میں آکر ایمان ضائع نہ کر بیٹھے۔ خدا حافظ

حضرت خواجہ شیخ محمد نبیرہ خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہما کا ارشاد

بلکہ در وقتِ تلاوت و در ہمہ خیر بمراقبہ پیر یا مرشد مشغول شود یعنی ویرا حاضر و ناظر داند۔ (آداب الطالبین ص۸)

یعنی تلاوت یا کوئی اور نیک کام کرتے وقت مراقبہ مرشد کرے یعنی پیر و مرشد کو حاضر و ناظر جانے۔

سبحان اللہ! اولیاء کرام تو شیخ کو حاضر و ناظر جاننے کی تعلیم دیں لیکن تعجب ہے کہ سید دو عالم نُور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باذن اللہ حاضر و ناظر ماننے پر شرک و کفر اور نامعلوم کیا کیا فتوے دیئے جاتے ہیں۔ الامان الحفیظ۔ مسلمان بھائیو رسُولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم پر عمل کرتے ہوئے ایسے لوگوں سے بچو، بچو، بچو ورنہ قبر میں پچھتانا پڑے گا۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو ایمان بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

امام الاولیاء شیخ العرفاء داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہٗ کا ارشادِ گرامی

میرے شفیق و مکرم میرے مربی شیخ ابو القاسم جن کی صحبت میں میں نے ظاہری علوم و فنون حاصل کئے اور باطنی علوم کا ایک ذخیرہ فراہم کیا فرماتے تھے کہ مسترشد (مرید) کے روبرو مرشد ہمیشہ حاضر رہتا ہے اور ہر وقت مرید کے اعمال و افعال ملاحظہ کرتا ہے مسترشد (مرید) کی نگاہ و اعتقاد میں یہ رہے کہ میرا مرشد حاضر و موجود ناظر و مشہود ہے۔ مرشد کی نگاہیں قریب و بعید کو ایسے دیکھتی ہیں جیسے آدمی اپنے قریب و بعید کو دیکھتا ہے اس لیے آدمی اگر یہ تصور کر سکے کہ میرے ہر حال سے ہر وقت میرا مرشد باخبر رہتا ہے اور میرے ہر فعل کو مثل اپنی ہتھیلی کے دیکھتا ہے تو بلا شبہ اسکے ہاتھ پر بیعت ہو جائے ورنہ پیر و مرید دونوں کے لیے ہلاکت و تباہی اپنا ڈیرا ڈال لیتی ہے (کشف الاسرار)

(مترجمہ ترجمہ مفتی اعجاز ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ ص۲۴)

سرکار داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کو کون نہیں جانتا۔ آپ کا علمی پایہ اور آپ کی قدر و منزلت کا یہ عالم ہے کہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز سرکار اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر بزرگوں نے آپ کے مزار پُر انوار سے فیض حاصل کیا ہے۔ حضور داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ بالا ارشاد مبارک سے مندرجہ ذیل امور روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

۱۔ پیر کامل مریدوں کے اعمال و افعال کو ہر وقت دیکھتا ہے۔

۲- مرید عقیدہ رکھے کہ میرا پیر حاضر و ناظر موجود و مشہود ہے
۳- پیر کامل دور نزدیک سے دیکھتا ہے۔
۴- اگر مرید کا دل یہ بات تسلیم کرے کہ میرا پیر مرے ہر حال سے ہر وقت باخبر رہتا ہے اور میرے ہر فعل کو مثل کفِ دست دیکھتا ہے تو اسکے ہاتھ پر بیعت کرے۔

سبحان اللہ! سچ بات ہے کلام الامام امام الکلام وہ علماء جو سید العالمین امام المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باذن اللہ ہر حال میں حاضر و ناظر جاننے کو شرک کہتے ہیں دیکھیں وہ سرکار داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کو کونسی ڈگری دیتے ہیں۔ لیکن فقیر نے تو اپنے مسلمان بھائیوں سے عرض کرنا ہے کہ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو باذن اللہ حاضر و ناظر ماننا شرک یا بدعت وغیرہ ہوتا تو امام الاولیاء سید علی ہجویری قدس سرہ ہرگز ہرگز ایسا نہ فرماتے کہ پیر اپنے مریدوں کے اعمال و افعال کو ہر وقت دیکھتا ہے اور مرید یہ عقیدہ رکھے کہ پیر حاضر و ناظر ہے موجود ہے۔ اور میرے ہر فعل کو مثل کف دست دیکھ رہا ہے اور فقیر کا عقیدہ یہ ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان و عظمت کو چھپانے والے آج کل کے مدعیانِ علم ہزار ہوں تو میرے آقا سرکار داتا گنج بخش قدس سرہٗ العزیز کے جوتے کے تلوے تک نہیں پہنچ سکتے۔

واہ داتا سچ ہے

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

خدا تعالیٰ ہم سب کو سرکار داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔
(آمین)

فصل پنجم

مخالفین کے اقوال

۱- مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کا قول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں سے اتنے قریب ہیں کہ ان کی جانوں کو بھی اتنا قرب حاصل نہیں۔ حضور جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جیسا کہ فصل اول میں ص۴۲ پر عبارت مذکور ہوئی۔ اور جب یہ بات مان لی گئی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانوں سے بھی قریب ہیں تو اب حضور کے حاضر و ناظر ہونے میں کیا شک رہ جاتا ہے۔ خدا نظرِ انصاف عطا فرمائے۔

۲- مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی حسین احمد مدنی کا قول

وہم مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما روحانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم داند ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود وچوں مرید در حل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ

اور القا خواہد کرد ۔ (الشہاب الثاقب صہ ۶۱) اس عبارت کا ترجمہ امداد السلوک مترجم ہی سے نقل کیا جاتا ہے۔

مُرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ پر مقید نہیں ہے بلکہ جس جگہ مرید ہو گا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت دُور نہیں جب اس بات کو راسخ کرے اور شیخ کو ہر وقت یاد رکھے تو روحانی تعلق پیدا ہو جائیگا اور ہر آن میں عجیب فائدہ حاصل ہو گا تب مرید ہر وقت عقدہ کشائی میں شیخ کا محتاج ہو گا اور شیخ کو دِل سے حاضر کرکے جب زبان سے پوچھیگا تو یقیناً شیخ کی رُوح اللہ کے حکم سے اس کو بتلائے گی لیکن اس میں ربط تام شرط ہے۔

(امداد السلوک صہ ۲۴ موئلفہ رشید احمد گنگوہی)

اس عبارت میں خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ ہوں کہ شیخ (پیر) کو دل سے حاضر جانے مسلمان بھائیوں سے حق و انصاف کے نام پر سوال ہے کہ اگر شیخ کی روح کو حاضر و ناظر بلکہ فریاد رس ماننے سے شرک لازم نہیں آتا تو باعثِ ایجاد عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسدِ انور تمام ولیوں، ابدالوں، اوتادوں۔ قطبوں اور غوثوں کی روح سے بدرجہا لطیف تر ہے چنانچہ شیرِ ربّانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری قدس سرہٗ نے فرمایا۔

ایک تین سو ہوتے ہیں ایک چالیس ہوتے ہیں اور ایک تین ہوتے ہیں اور ایک ایک ہوتا ہے اس ایک کی روحانیت سے ستر درجہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم مبارک لطیف تر ہے ۔ (انقلاب حقیقت صہ ۶۲)

اس کی تفصیل یوں کہ جو تین سو ہوتے ہیں وہ نجبا ہیں اور جو چالیس ہوتے

ہیں وہ ابدال ہیں اور جو تین ہوتے ہیں وہ قطب ہیں اور جو ایک ہوتا ہے وہ غوث ہوتا ہے اور وہ حکومت الہیہ کا جہان میں اپنے وقت میں سب سے بڑا افسر ہوتا ہے جیسا کہ الحاوی للفتاویٰ۔ روض الریاحین۔ فتاویٰ ابن حجر ہتیمی مکی وغیرہا میں ہے باختلاف یسیر اور جب تسلیم ہوا کہ غوث کی روح سے رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد عنصری ستر درجے لطیف تر ہے تو اشکال یعنی مومن کے لیے شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی والحمد للہ العلی العظیم۔

۳۔ نواب صدیق حسن بھوپالی کا قول

وبعض ازعرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذوات مصلیان موجود و حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں مشہود غافل نبود تا بانوار قرب واسرار معرفت متنور و فائض گردد (مسک الختام بحوالہ تسکین الخاطر)

خلاصہ عبارت یہ کہ حقیقت محمدیہ جہان کے ذرہ ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں جاری وساری اور حضور نمازیوں کی ذات میں موجود و حاضر ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

۴۔ مولوی اشرف علی تھانوی کا قول

حضرت محمد حضرمی مجذوب کی کرامتوں میں سے یہ کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی رات میں شب باش ہوئے تھے۔ (جمال الاولیاء ص۱۸۰ مطبع تھانہ بھون)

اگر ایک ولی کے بیک وقت تیس شہروں میں حاضر ہو جانے اور خطبہ

فائدہ دینے نماز پڑھانے اور کئی کئی (لاتعداد) شہروں میں ایک ہی رات شب باش ہونے سے توحید میں فرق نہیں آتا تو سیّدِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہر گھر میں جلوہ افروز ہونے سے کیوں توحید میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے خدا تعالیٰ ایمان نصیب فرمائے

۵۔ حضرت محمد شربینی کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھے اور کچھ اولاد عجم میں تھی اور کچھ بلاد ہند میں تھی اور کچھ بلاد تکرور میں تھی آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل و عیال کے پاس ہو آتے اور ان کی ضرورتیں پوری فرماتے تھے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام رکھتے ہیں۔ (جمال الاولیاء ص۲۰۲ مطبع تھانہ بھون)

مولوی اشرف علی تھانوی کے عقیدت مند یہ معمّہ حل کریں کہ

تنبیہ حضرت محمد حضرمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک (شہر کی تیس مسجدوں میں نہیں) بلکہ تیس شہروں میں بیک وقت خطبہ دیا۔ جمعہ پڑھایا تو تیس شہروں میں خود حضرت حضرمی بنفسِ نفیس تشریف فرما تھے یا صرف ایک شہر میں آپ تھے باقی انتیس شہروں میں آپ کی روح پاک تھی۔ بر تقدیر ثانی روح کی اقتدا میں نماز کا کیا حکم ہے۔ نیز حضرت شربینی بیک وقت چار ملکوں میں اپنی چاروں اہل و عیال کے پاس ہوتے تھے یا صرف ایک ملک میں اور باقی تین ملکوں میں آپ کی روح مبارک۔ بر تقدیر ثانی اولاد کیسے ہوئی اور اگر پہلی صورت تھی یعنی حضرت حضرمی ہی نے خود جمعہ پڑھایا اور حضرت شربینی ہی چار ملکوں میں خود جلوہ افروز تھے تو "چشم ما روشن دلِ ما شاد"

سارے جھگڑے ہی ختم ہو گئے۔

ہم تو اہلسُنت وجماعت ہیں (کثر ہم اللہ تعالیٰ ہم تو انبیاء کرام و اولیائے عظام کی خدا داد عظمت و شان کے ماننے والے تعدد اجساد کے قائل ہیں خواہ اس کا نام عالم مثال رکھیں یا کچھ اور جیسے کہ چوتھی فصل میں مذکور ہوا۔ لہذا ہمارے مسلک پر تو کوئی اعتراض نہیں ہے ہمارا مسلک بفضلہ تعالیٰ بے غبار ہے کسی عقل کے بندے کی عقل ملنے یا نہ مانے مگر حق یہی ہے کہ ذات ولی کی ہوتی ہے لیکن قدرت قادرِ قیوم کی ہوتی ہے اور یہی مرتبہ فنا کا ہے اور یہی مفاد ہے اس حدیث قدسی کا۔ ما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببته فاذا احببته فکنت سمعهٗ الذی یسمع به و بصره الذی یبصر به و یده التی یبطش بها و رجله الذی یمشی بها وان سالنی لاعطیته الخ

۶۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کا قول

فرمایا کہ الصلوٰۃ والسّلام علیک یا رسُول اللہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لہ الخلق و الامر۔ عالم امر مقید بجہت و طرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں ہے پس اسکے جواز میں شک نہیں ہے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ ۹۷ مطبع قومی پریس لکھنؤ)

اس عبارت نے سارا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ روح عالم امر سے ہے اور عالم امر طرف و جہت قرب و بعد میں مقید نہیں ہے اور یہ بھی مسلم کہ ولیوں ابدالوں اوتادوں۔ قطبوں اور غوث (قطب الاقطاب) کی روح سے سیدِ دوعالم

نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسمِ پاک ستر درجہ لطیف تر ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوحانیت کا کیا کہنا لہٰذا نتیجہ یہ ظاہر ہے کہ محبوبِ کبریا سرورِ انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر سے کوئی چیز دور نہیں ہے۔ جیسے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے فرش ویسے ہی عرش جیسے زمین ویسے ہی آسمان جیسے ملک ویسے ہی ملکوت جیسے حضور کے سامنے روضۂ انور ویسے ہی سارا جہان کون و مکان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی لیے حضور باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللّٰہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا میرے سامنے کر دی ہے لہٰذا میں ساری دنیا کی طرف اور جو کچھ تا قیامت دنیا میں ہوگا سب کچھ یوں دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبّت اور عشق عطا فرمائے بغیر محبت کے سب بربریت ہے دھوکہ بازی ہے۔

اللھم ارزقنا حبک وحب حبیبک الکریم وحب اٰلہ واصحابہ واولیاء امتہ وامتنا علیہ۔

خاتمہ

مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے کہ وہ مندرجہ بالا دلائل کو محبت کے ساتھ پڑھیں اور ایمان تازہ کریں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے اُمید ہے کہ مسلمان بھائیوں کو اس رسالہ کے پڑھنے سے فائدہ ہوگا۔ مسلہ حاضر وناظر کے متعلق اگر سنی سنائی باتوں کی وجہ سے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہو چکے ہوں تو بفضلہ تعالےٰ دُور ہوں گے بشرطیکہ دِل میں محبّت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہو۔ اور اگر کسی کے دل میں عظمت وشانِ مصطفیٰ سن کر کڑھن اور تنگی پیدا ہو تو سمجھ لیں ایسا دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہے میرے عزیز! دِل کی حالت زمین کی سی ہے اور قرآن وحدیث رحمت کی بارش ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب الاعتصام ص۲۸)

اور زمین پر جب بارش ہوتی ہے تو اسکی تین حالتیں ہوتی ہیں (۱) زرخیز زمین (۲) بنجر زمین (۳) وہ زمین جہاں گندگی کا ڈھیر ہو۔

زرخیز زمین پر بارش ہوتی ہے تو وہ لہلہاتی ہے اس پر رنگارنگ کے پھُول اور پھل پیدا ہوتے ہیں اور ان پھولوں کی مہک دوسروں کو بھی معطر کرتی ہے اور بنجر زمین سے کوئی پیداوار نہیں ہوتی وہ خالی کی خالی رہ جاتی ہے لیکن زمین کے جس حصے پر گندگی کا ڈھیر (روڑی) ہو وہاں رحمت کی بارش ہونے سے تعفن پھیلتا ہے اسکی بدبو دوسروں کو پریشان کرتی ہے۔

یوں ہی دل بھی تین طرح کے ہوتے ہیں ایک وہ دِل جو عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجہ سے زرخیز ہیں ان پر جب قرآن وحدیث سے رحمت کی بارش ہوتی ہے تو وہ لہلہاتے ہیں ان سے عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خوشبو مہکتی ہے جیسے کہ سرکار غوث اعظم محبوب سبحانی کا دِل مبارک سلطان العارفین خواجہ بسطامی کا مبارک دِل۔ سرکار داتا گنج بخش ہجویری کا مبارک دل۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز کا مبارک دل شاہ نقشبند خواجہ بہاؤ الدین بخاری کا دل مبارک۔ حضرت بابا فرید گنج شکر کا دِل مبارک۔ سیّدنا امام ربانی خواجہ مجدد الف ثانی کا دل مبارک امام اہلسنت اعلحضرت کا مبارک دل اور حضرت محدث پاک کا و دیگر اولیائے کرام کا دل مبارک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور یہ خوشبو ان پاک دِلوں سے تا قیامت مہکتی رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جیسے پھولوں پر شہد کی مکھیاں دور دور سے آکر جمع ہو جاتی ہیں اور رس چوستی ہیں یوں ہی ان حضرات کے مزارات مبارکہ پر ان کے دِلوں سے عشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مہک مہکتی رہتی ہے اور حاجت مند لوگ رحمت کا رس چوسنے کے لیے جمع ہوتے رہتے ہیں شہد کی مکھیوں کی طرح کوئی آرہا ہے تو کوئی جا رہا ہے اگر کسی کو شک ہو تو دور جانے کی ضرورت نہیں ہمارے قریب ہی سرکار داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کا مزار پرُ انوار ہے وہاں جاکر دیکھ سکتا ہے کہ کیسی رونق لگی ہوئی ہے خدا تعالیٰ ہمیں بھی ان حضرات کی مہک سے وافر حصّہ عطا فرمائے ۔ آمین ۔

اور ایک وہ دل ہیں جو بنجر زمین کی طرح ہیں کہ بارش ہو نہ ہو برابر ہے ۔وہ دل دنیا داروں کے دل ہیں جب عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی بات سنتے ہیں تو یہ کہہ کر گذر جاتے ہیں کہ چھوڑو یار یہ ملّاں لوگوں کی باتیں ہیں دنیا تو چاند تک پہنچ گئی ہے مگر یہ مولوی لوگ اختلافی مسائل میں اُلجھے رہتے ہیں ایسے کور چشموں کے نزدیک گویا انسان کی غرض و غایت چاند تک رسائی ہے۔ قارون کی سج دھج دیکھ کر **انہ لذو حظ عظیم** کا نعرہ لگانے والے اب امریکہ اور روس کے کارناموں کو ایسی اہمیت دے رہے ہیں کہ گویا ایمان کی قدر و قیمت ہی نہیں رہی اور پھر ان کوتاہ نظروں کی نظر میں تو معاذ اللہ عظمتِ مُصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی عام اختلافی مسائل کی سطح پر ہے جیسے کہ وضو غسل کے اختلافی مسائل۔ خدا تعالیٰ ان کو نظرِ بصیرت عطا فرمائے اور یہ لوگ جان لیں کہ عظمتِ مصطفےٰ ہی دین ہے اور یہی ایمان ہے۔

؎ بمصطفےٰ برساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست
گر باو نرسیدی تمام بولہبی ست (اقبال)

میرے عزیز! حاضر و ناظر کا مسئلہ یہ اختلافی مسئلہ ہرگز نہیں ہے دسویں صدی تک تو کسی عالمِ دین نے اس میں اختلاف نہیں کیا۔ شیخ المحدثین قدس سرہٗ کا قول مبارک جو کہ ص۲۵ پر مذکور ہوا گواہ ہے۔

ترجمہ:۔ امت کے علماء میں کتنے مذہب اور کتنے اختلافات ہیں لیکن اس مسئلہ میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں کہ رسُول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی حقیقی ظاہری زندگی کے ساتھ بغیر کسی مجاز و تاویل کے زندہ و باقی ہیں اور امت کے اعمال پہ حاضر و ناظر ہیں۔ (انتہی)

اور آج کا اختلاف کسی گنتی شمار میں نہیں ہے کیونکہ یہ تو ان علماء کا اختلاف ہے جو کہ پیکر ضد و عناد ہیں یہ وہ علماء ہیں کہ جو کمالات اپنے اکابر کے لیے

ثابت کرتے ہیں وہی کمالات اگر کوئی ایماندار اپنے محبوب آقا اپنے شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف ان کمالات کی نسبت کر دے تو شرک کے فتوے شروع ہو جاتے ہیں تحقیق درکار ہو تو علاّمہ ارشد القادری کی کتاب "زلزلہ" پڑھ کر دیکھ لیں معاملہ روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت عطا فرمائے (آمین)

اور ایک وہ دل ہیں جن میں بدعقیدتی کی گندگی بھری ہوئی ہے اِن دلوں پر جب قرآن وحدیث کی بارش ہوتی ہے بزرگانِ دین کے اقوالِ مبارکہ سے عظمت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھینٹے پڑتے ہیں تو بوکھلا اٹھتے ہیں اور عقل سے تیر پھینکنا شروع کر دیتے ہیں میاں اگر حضور کو حاضر و ناظر مان لیا تو توحید کیسے بچے گی۔ میاں اگر حضور کو حاضر و ناظر مان لیا تو یہ حضور کی بے ادبی ہو گئی۔ یہ ہوگا وہ ہوگا۔

ایسے بے ہودہ اور لچر اعتراضات کے جواب کے لیے غزالی دوراں سیّدی المکرم حضرت علاّمہ احمد سعید صاحب کاظمی دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب مستطاب تسکین الخاطر کا مطالعہ فرمائیں خدا تعالیٰ ہدایت فرمائے۔ (آمین)

میرے عزیز بھائیو! عظمت و شانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہچانو یہاں حبیبِ خُدا کو پہچانو گے تو قبر میں بھی پہچان لو گے۔ یہاں نہ پہچانا تو قبر میں بھی نہیں پہچان سکو گے۔ ولیوں۔ قطبوں۔ غوثوں نے سرکار دو عالم نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھ کر پہچانا جیسا کہ سیّدی الو العباس کا واقعہ ص۳۰ پر مذکور ہوا اور ان حضرات کے عقیدت مندوں نے ان کی زبان سے سُن کر اپنے آقا کو پہچانا اور جن لوگوں نے ان حضرات سے سُن کر بھی نہ پہچانا قرآن وحدیث

کی غلط تاویلوں میں اور اگر مگر میں پھنسے رہے ان کے لیے صرف کلمہ پڑھ لینا۔ اپنی سحر بیانی سے لوگوں کو مسحور کر لینا۔ کتابیں۔ شروح و حواشی لکھ لینا ہرگز ہرگز مفید نہ ہوگا جب تک محبوبِ کبریا سرورِ انبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و شان کو نہ مانیں۔

سیدنا امام احمد بن حنبل کے وقت جب خلق قرآن کا فتنہ کھڑا ہوا تو ایک عالمِ دین بشر مریسی نے خلیفہ وقت کی ہاں میں ہاں ملا کر سیّدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مخالفت کی اسکے مرنے کے بعد جس قبرستان میں وہ دفن کیا گیا اس قبرستان میں پہلے کا ایک جوان شخص مدفون تھا اسکا بیان ہے کہ اس سرکاری مولوی کو اس قبرستان میں دفن کیا گیا تو دوزخ نے اس پر ایک چنگھاڑ ماری جس سے سب قبرستان والے بوڑھے سفید ریش ہوگئے چنانچہ تفسیر روح البیان میں ہے۔

قال احمد الدورقی مات رجل من جیرا ننا شا با فرائیتہ فی اللیل وقد شاب فقلت ما قصتاب قال دفن بشر فی مقبرتنا فزفزت جھنم زفزۃ شاب منھا کل من المقبرۃ کما فی فصل الخطاب (ص ۲۱۶/۱۰)

قابلِ غور بات ہے کہ ہر قبرستان میں نیک بھی ہوتے ہیں بَد بھی نمازی بھی ہوتے ہیں شرابی بھی وغیرہ وغیرہ لیکن ایسی سزا کسی کو بھی نہ ملی جیسی اس عالمِ دین کو ملی۔ (معاذ اللہ معاذ اللہ)

یہ تو خدا تعالیٰ ہی بہتر جانے کہ اس نے کتنی کتابیں لکھی ہوں گی۔ کتنی شرحیں اور حواشی لکھے ہوں گے کتنے وعظ کئے ہوں گے مگر کوئی چیز کام نہ آسکی۔ میرے بھائیو قبر میں یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ اے بندے بتا تو نے

نماز پڑھی تھی یا نہیں۔ روزے رکھے تھے یا نہیں زکوٰۃ دی تھی یا نہیں۔
حج کیا تھا یا نہیں۔ نہ یہ سوال ہو گا کہ تُونے فلاں بُرا کام کیا تو کیوں۔ ہاں ہاں
ان چیزوں کا نیکی بدی کا حساب ہو گا اور ضرور ہو گا مگر قیامت کے دن ہو گا
قبر میں ان چیزوں کا حساب نہیں ہو گا بلکہ عقیدہ پوچھا جائے گا عقیدہ کی چھان
بین ہو گی اسی لیے علامہ حقی نے فرمایا اول الامر اعتقاد (روح البیان ص ۳۲۶ ج ۲)
سب سے پہلا مرحلہ عقیدہ کا ہے۔ قبر میں منکر نکیر تین سوال کریں گے
پہلا سوال تیرا رب کون ہے۔ دوسرا سوال تیرا دین کیا ہے۔ تیسرا سوال اے
بندے تو اس ذات والاصفات کو پہچان جو تجھے نظر آ رہی ہے۔ اس وقت
تاجدار مدینہ سرورِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم ہر مرنے
والے کو نظر آتے ہیں تو جس مومن نے سیدِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
عظمت و شان کو دنیا میں پہچانا ہو گا وہ قبر میں فوراً پہچان لے گا اور جواب دیگا
ھذا محمد جائنا بالبینات ہاں ہاں فرشتو میں ان کو پہچانتا ہوں یہی
تو میرے آقا محمد مصطفیٰ ہیں جو ہمارے پاس روشن دلیلیں لے کر تشریف لائے
تھے اور جس نے رحمتِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کو دُنیا میں
نہیں پہچانا ہو گا وہ کافر و منافق وہاں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
نہیں پہچان سکے گا بلکہ کہے گا ھا ھا لا ادری ہائے میں نہیں جانتا کنت
اقوال مایقول الناس (مشکوٰۃ شریف) میں دنیا میں وہی کہتا تھا جو لوگ
کہتے تھے (مگر اب نہیں پہچان سکتا) پتہ چلا کہ صرف کلمہ پڑھ لینے سے کام نہیں
چل سکتا اور اس پر مستزاد یہ کہ منکر نکیر مومن کا جواب سُن کر کہیں گے۔ قد
کنا نعلم انک تقول ھذا اے مومن ہم پہلے ہی سے جانتے تھے۔

کہ تو یہ جواب دیگا اور منافق کا جواب سُن کر کہیں گے قد کنا نعلم انک تقول ذٰلک (مشکوٰۃ شریف) اے منافق ہم پہلے ہی سے جانتے تھے کہ تو یہی جواب دیگا۔ معلوم ہوا کہ منکر نکیر جانتے ہیں کہ دنیا میں کون ہے جو سرورِ دو جہاں باعثِ کون و مکاں کو پہچانتا ہے اور کون نہیں پہچانتا حالانکہ نماز روزہ، حج زکوٰۃ تو مومن بھی کرتا ہے اور دوسرا بھی۔ الحاصل نجات کا دارو مدار سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پہچان پر ہے۔ اسی لیے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں اپیل ہے کہ اپنے آقا رحمتِ دو عالم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کو پہچانو اگر نہیں پہچانو گے تو وہاں کفِ افسوس ملنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔

میرے عزیز اس بات پر بھی غور کرو کہ اگر عظمت و شان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جانے بغیر بقول دیگراں صرف توحید ہی مدارِ نجات ہوتی تو پہلی صورت میں جب کہ منکر نکیر مومن سے پہلا سوال کریں گے مَنْ رَّبُّکَ تیرا رب کون ہے اور وہ صحیح جواب دیگا۔ رَبِّیَ اللہ۔ میرا رب اللہ ہے تو منکر نکیر کے دوسرا اور تیسرا سوال کرنے پر ان سے پوچھا جا سکتا ہے اے فرشتو یہ بندہ جب توحید میں پاس ہو گیا ہے اسے کیوں پاس ہونے کی ڈگری نہیں دیتے آگے کیوں پوچھتے ہو یوں ہی جب دوسرے سے پہلا سوال کریں گے مَنْ رَّبُّکَ اور وہ جواب نہیں دے سکیگا تو اے فرشتو جب یہ توحید ہی میں فیل ہو چکا ہے آگے پوچھنے سے کیا فائدہ ہو گا مگر منکر نکیر پاس فیل کی ڈگری نہیں دے سکتے جب تک کہ محبوبِ کبریا کی پہچان کا سوال نہ کرلیں۔ یہ کیوں۔ یہ اسلیے کہ حضور نے فرمایا محمد فرق بین الناس یعنی لوگوں میں فرق کرنے والی

تو میری ذات ہے۔ (خدا تعالیٰ کو تو سب ہی مانتے ہیں)

میرے عزیز میری آپ سے یہی اپیل ہے کہ عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان اور جن علماء کے دل میں عشق و محبت نہیں ان کی بات نہ سُن یہ علماء حبیب خُدا سیّدنا انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسّلام کو اپنے جیسا بشر کہنے والے عظمتِ مُصطفےٰ کو کیا جان سکتے ہیں عظمتِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق تجھے اولیاء کرام سے ہی مل سکتا ہے۔

صرف ایک واقعہ لکھا جاتا ہے سن اور دل کے کانوں سے سُن۔ خدا تعالےٰ فقیر کے لیے اور آپ کے لیے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی عظمت کا دروازہ کھول دے اور ہم بھی سعادتمندوں میں داخل ہوجائیں

ایک ایمان افروز واقعہ:

شیخ المشائخ شیخ کبیر عارف باللہ سید محمد بن احمد بلخی قدس سرہٗ نے فرمایا میں جوانی کے عالم میں بلخ سے بغداد شریف کی طرف سرکار غوث اعظم محبوُب سُبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کی نیّت سے روانہ ہوا جب میں بغداد شریف حاضر ہوا تو سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عصر کی نماز اپنے مدرسہ میں ادا فرما رہے تھے جوں ہی آپنے سلام پھیرا لوگ سلام اور دست بوسی کے لیے الٹ پڑے میں بھی آگے بڑھا سلام عرض کیا اور مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو سرکار نے مسکرا کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا مرحبا اے بلخی اے محمّد حالانکہ اس سے قبل میں نے آپکو کبھی نہیں دیکھا تھا تو سرکار محبوب سُبحانی نے فرمایا اے بلخی اللہ تعالیٰ تیرے مرتبہ اور تیری نیّت کو جانتا ہے۔ سرکار کا یہ ارشاد گویا زخموں کی دوا تھی اور بیمار کی شفا تھی۔ بس میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور ہیبت سے میرے فرائص (کندھوں کے پیچھے نرم ہڈی) کانپنے لگے

اب مجھے ساری مخلوق سے وحشت و نفرت ہو گئی اور میں نے ایسی مسرت محسوس کی جسے میں بیان نہیں کر سکتا پھر یہ معاملہ روز بروز بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ ایک رات جب میں اپنے ورد و وظائف پڑھنے کے لیے اُٹھا رات اندھیری تھی یکایک دو بزرگ نمودار ہوئے ایک کے ہاتھ میں ایک نوری خلعت تھی اور دوسرے کے ہاتھ میں پیالہ تھا اور فرمایا میں علی بن طالب ہوں (کرم اللہ وجہہ الکریم) اور یہ دوسرے بزرگ ملائکہ مقربین سے ہیں یہ پیالہ تو شراب محبت کا ہے اور یہ خلعت خلعت رضا ہے پھر آپ نے مجھے وہ خلعت پہنا دی اور پیالہ پینے کے لیے دیا۔ اس خلعت کے نور سے مشرق و مغرب منور ہو گئے اور اس پیالہ کے سے مجھ پر غیبوں کے اسرار کھل گئے اور اولیا کرام کے مقامات و دیگر عجائبات روشن ہو گئے پھر میں نے ایک مقام دیکھا جس کے دیکھنے سے عقل و فکر گم ہو جائیں اس کی ہیبت سے اولیاء کرام کی گردنیں جُھک جائیں اسکے انوار سے بصیرت کی آنکھیں چندھیا جائیں اسکے سامنے کرد بیین۔ روحانیین۔ مقربین میں سے جو بھی آتا اس مقام کی ہیبت اور تعظیم کی وجہ سے ان کی کمر جھک جاتی اور دیکھنے والا یہ جان لیتا کہ کسی واصل کو کوئی مرتبہ ملتا ہے کسی محبوب کو کوئی سر عطا ہوتا ہے کسی عارف کو کوئی علم لدنی ملتا ہے کسی ولی کو کوئی تصرف عطا ہوتا ہے کسی مقرب کو مرتبہ تمکین عطا ہوتا ہے سب کا سب اجمالاً تفصیلاً کلاً بعضاً سب کچھ اسی مقام سے ملتا ہے میں کچھ عرصہ وہیں ٹھہرا رہا کہ میری اس مقدس مقام پر نظر نہیں ٹھہر سکتی تھی پھر خدا تعالیٰ کی توفیق سے مجھے اس پر نظر کرنے کی قوت عطا ہوئی لیکن میں اس مقام مبارک کے سامنے نہیں ہو سکتا تھا پھر کچھ عرصہ بعد مجھے سامنے ہونے کی قوت عطا ہوئی لیکن میں یہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ اس برتر مقام کے اندر کون ہے پھر عرصہ بعد مجھے قوت

عطا ہوئی تو میں نے دیکھا کہ اس میں باعثِ ایجاد عالم رسُولِ اکرم ہیں۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور حضور کے ایک طرف سیّدنا آدم علیہ السّلام سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام۔ سیّدنا جبریل علیہ السّلام ہیں اور ایک طرف سیدنا نوح علیہ السّلام۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السّلام۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السّلام ہیں اور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور پھر اولیاء عظام قدس سرہم حلقہ باندھے کھڑے ہیں اور سب کے سب یوں ہیبت کی وجہ سے باادب ہیں جیسے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (یعنی حرکت نہیں کرتے تھے) اور صحابہ کرام میں سے میں نے جن کو پہچانا وہ سیدنا صدیق اکبر سیدنا فاروق اعظم سیدنا عثمان غنی سیدنا مولیٰ علی۔ سیدنا حمزہ۔ سیدنا عباس تھے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اولیائے کرام میں سے جن کو میں نے پہچانا وہ حضرت معروف کرخی حضرت سری سقطی۔ حضرت جنید بغدادی۔ حضرت سہل تستری۔ حضرت تاج العارفین الوالوفا اور حضرت شیخ عبدالقادر محبوب سبحانی حضرت شیخ عدی۔ حضرت شیخ احمد رفاعی تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابہ کرام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر سیدنا صدیق اکبر تھے اور اولیاء کرام میں سب سے قریب غوث اعظم محبوب سُبحانی تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر میں نے کسی کہنے والے کو کہتے سُنا کہ حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے دربار میں مقامِ اعلیٰ پر حاضر رہتے ہیں کہ جس کی طرف انبیاء و مرسلین ملائکہ مقربین میں سے کسی کو نظر کرنے کی طاقت نہیں ہے اور جب نبیوں رسولوں اور ملائکہ مقربین کو اور اولیاء کاملین کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار کا شوق پیدا ہوتا ہے تو محبُوبِ کبریا اس مقام اعلیٰ سے اس مقام میں نزول فرماتے ہیں تو اس مقام کے انوار حضور

کے دیدار سے اور بڑھ جاتے ہیں اور اسکے احوال پاکیزہ تر ہو جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے اس مقام کا مرتبہ اور شان اور بڑھ جاتی ہے پھر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب چاہتے ہیں خدا تعالیٰ کے دربار مقام اعلیٰ میں تشریف لے جاتے ہیں اس پر سب نے کہا سمعنا و اطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر پھر میرے لیے ایک نور چمکا جس نے مجھے ہر مشہود سے غائب کر دیا اور میں تین سال اسی حال پر رہا پھر میں نے دیکھا کہ میں سامرا میں ہوں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے سینہ پر ہاتھ مبارک رکھا ہوا ہے اور میری طرف تیز لوٹ آئی اور حضور محبوب سبحانی قدس سرہٗ نے فرمایا اے بلخی مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تجھے تیرے وجود کی طرف واپس لوٹاؤں اور تجھ سے تجلی قہر سلب کرلوں پھر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے سارا ماجرا جو میں نے دیکھا از اول تا آخر بیان فرما دیا۔ پھر فرمایا میں نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سات مرتبہ عرض کی تھی تب تجھے اس مقام کی طرف نظر کرنے کی قوت عطا ہوئی پھر سات مرتبہ عرض کیا تو تو اس مقام کے سامنے ہوا پھر سات مرتبہ عرض کی تو تجھے دکھایا گیا کہ اسکے اندر کون ہے پھر سات مرتبہ عرض کی تو تو نے منادی کی ندا سنی پھر میں نے دربار الٰہی میں سات پھر سات مرتبہ دعا کی پھر تجھے اس نور کی چمک نے وہاں سے یہاں پہنچا دیا نیز اس سے پہلے میں نے تیرے لیے ستر بار دعا کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے نوری خلعت اور پیالہ بھیجا تھا اے بیٹا اب اس عرصہ میں جتنے فرائض رہ گئے ہیں ان سب کو قضا کر۔ (سعادۃ الدارین صفحہ ۴۶۳)

میرے عزیز! اس واقعہ پر غور کر اور ایمان کی نظروں سے دیکھ تاکہ تجھے کچھ پتہ چلے کہ حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرتبہ کو اولیاء کرام جانتے ہیں۔ (وہ بھی وہاں تک کہ ان حضرات کی رسائی ہے اس سے اوپر کے مقام و مرتبہ کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اسی لیے فرمایا یا ابابکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی) یا یہ علماء جانتے ہیں جو لفظوں کی بحث میں ہی اُلجھے ہوئے ہیں اور حضور پر نور کو ایک بشر ہی سمجھے ہوئے ہیں۔ اب یہ تیری مرضی ہے کہ اولیاء کرام کے ارشادات مبارکہ کو اپنائے یا بات بات پر شرک و بدعت کے فتوے لگانے والوں کے پیچھے جائے۔ المرءُ مع من احبّ روز قیامت انہیں کے ساتھ حشر ہوگا جن کی دل میں محبت ہوگی۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ اطیب الطیبین اطہر الطاہرین وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وازواجہ الطاہرات المطہرات امہات المومنین وذریتہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

محتاج دعاء فقیر ابوسعید محمّد امین غفرلہٗ

۱۲ ربیع الاول شریف ۱۳۹۵ھ

اعلان

علماء کرام کی خدمت میں اپیل ہے کہ وہ زیر نظر رسالہ کو پڑھنے کے

بعد اگر اپنے آراء اور تاثرات فقیر کو ارسال کریں تو دوسری اشاعت میں انشاء اللہ شائع کر دیئے جائیں گے اور مسلمان بھائیوں کو فائدہ پہنچے گا۔

فقیر ابوسعید غفرلہ ولوالدیہ۔

تقریظات

تقریظ

جامع معقول حاوی فروع و اصول استاذ العلماء سیدی المکرم العلام مولانا غلام رسول صاحب مدظلہ العالی۔ شیخ الحدیث۔ دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرور کائنات باعثِ ترجیح جائزات و ایجاد ممکنات علیہ التحیۃ والتسلیمات کو خالق کائنات جل وعلا نے روحانی اور جسمانی تقدس عطا فرمایا اور ظاہر و باطن میں حقیقتِ محمدیہ کے بروز سے عالم کون کو مزین کر کے اسے آپ کے

پیشِ نظر فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ہر رُوحانی کمال بطریقِ اتم عطا فرمایا۔ جب ہر انسانی رُوح نور ساری طہارت حسی و معنوی نفس الامر میں تمیز کامل بصیرت عدم غفلت۔ قوت سریان اور موت اجرام کے عدم احساس سے موصوف ہے اور روحِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا یعسوب الارواح ہے۔ اس لیے وہ تمام ارواح سے اعظم۔ اقوی ہونے کے باعث ان تمام اوصاف سے موصوف ہو کر ساری کائنات کے علم اور روایت پر مشتمل ہے اور ہر شے اسکے پیشِ نظر اور علم میں ہے۔

سیّدی عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ ذکر کرتے ہیں اذا بلغ احدکم مبلغ الرجال اطلعہ تعالیٰ علی موضع کل لقمۃ من این جاءت وعلیٰ من یستحق اکلھا من الناس۔

فاضلِ محترم مولانا العلامہ ابوسعید محمد امین صاحب "زادہ اللہ علما و مبلغا" مذکور رسالہ میں مسئلہ حاضر و ناظر کی تحقیق میں غایت قصوی کو پہنچے ہیں اور نصوص صریحہ۔ احادیث بہیہ۔ اقوال مرضیہ۔ شواہد سنیہ اور استدلالات سطیعہ سے رسالہ رفیعہ کو مزین کر کے قلوب غلف اور روح کسل کو بیدار کیا ہے۔ یقیناً اس رسالہ کے مطالعہ سے حاضر و ناظر کے مسئلہ میں منجملہ شکوک مرتفع ہو جاتے ہیں۔ اور روح صافی مطمئن ہو کر مقام اصلی اختیار کر سکتی ہے جو اسے زمرہ عباد میں دخول سے حاصل ہو سکتا ہے میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند قدوس علامہ موصوف کو مزید تحقیق و تدقیق اور ابلاغ کی قوت عطا فرمائے۔ (آمین)

دعا جو غلام رسُول غفرلہٗ

خادم الحدیث بجامعہ رضویہ فیصل آباد

تقریظ

شیخ القرآن ۔ ابوالبیان ۔ العلاّمہ الحاج مولانا غلام علی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ۔ مہتمم جامعہ حنفیہ دارالعلوم اشرف المدارس اوکاڑہ

الیواقیت والجواہر مولفہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد امین صاحب دام فیضہ کا مطالعہ کیا بحمدہ تعالیٰ اسکو مسلک اہلسنت وجماعت کے مطابق پایا مسئلہ حاضر وناظر کے متعلق حضرت مفتی صاحب نے جو حوالجات درج فرماتے ہیں وہ صحیح ودرست ہیں اور مسئلہ متنازعہ فیہا کی صور مختلفہ کو سمجھنے میں ان سے کافی بصیرت حاصل ہوتی ہے ۔ حق جل شانہ، مولف کو جزائے خیر عطا فرمانے اور مسلمانوں کو اس سے مستفیض ومستفید ہونے کی توفیق مرحمت فرمانے ۔ آمین یا ربنا الکریم بحرمۃ النبی الکریم الرؤف الرحیم علیہ وعلی الہ افضل الصلوات والتسلیم

رقمہ بقلمہ الفقیر ابوالفضل غلام علی غفرلہٗ
خادم العلم الشریف بالجامعۃ الحنفیۃ اشرف المدارس اوکاڑہ

تقریظ

حضرت علاّمہ مولانا فیض اللہ صاحب مدظلہم العالی ۔ ڈیرہ اسمٰعیل خاں

بسم اللہ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

نحمد اللہ المعطی و نصلی علیٰ رسولہ القاسم وعلیٰ
الہ واصحابہ اجمعین اما بعد:۔

رسالہ اقوال الاکابر فی مسئلۃ الحاضر والناظر موئلفہ حضرت الفاضل مفتی ابوسعید محمد امین صاحب کا بندہ نے غور سے مطالعہ کیا۔ مسئلہ مذکورہ میں کافی پایا۔ اس سے مفصل تحقیق کسی کی میری نظر سے نہیں گذری۔ موئلف موصوف کی سعی عنداللہ مقبول ہو۔

مسخ امت نیست در دنیا مگر بے بصیرت دل ازاں بدتر نگر

ورنہ اگر رسالہ ہذا کو نورِ ایمان سے مطالعہ کیا جائے رافع شک و ریب ضرور ہوگا اور خوئے بدرا بہانہ بسیار کا علاج بغیر سکوت کے اور نہیں ہے۔ خود مولیٰ کریم جل وعلا کا فرمان ہے النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم بتقدیر معنی اقرب حضور کا مومنین سے حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔ نیز عزیز علیہ ماعنتم سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر بتاتا ہے کہ مومنوں کا مصائب و تکالیف میں پڑنا سرکار کو ناگوار ہے۔ ان کا تکالیف میں ہونا اسکو ملحوظ ہوتا ہے اور یہ حاضر و ناظر ہونے کا ثمرہ ہے نیز پانچ وقت نماز میں السّلام علیک ایہا النبی مومنوں کا کہنا باعتقاد حاضر و ناظر ہونے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور و معروف دلیل ہے ورنہ غائب کو خطاب دیوانوں کا رویّہ ہے۔ پھر یہ متردین خطاب کو تبدیل کر کے صیغۂ غائب سے نمازوں میں یاد کیا کریں۔ خدا تعالیٰ ہدایت فرمائے اور ہم سب کے دلوں میں عظمت

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نقش کردے۔ آمین

هذا ما ظهر لی وعند الله العلم الجلی والخفی۔

وانا الفقیر المفتقر الی الله القدیر فیض الله جمالوی عفی عنه

تحصیل و ضلع ڈیرہ غازیخاں

تقریظ

حب الرسول العلامہ الحاج مولانا حافظ احسان الحق مدظلہ العالی

خطیب جامع مسجد ہجویری جناح کالونی فیصل آباد

بسم الله الرحمٰن الرحیم

رسالہ مبارکہ اقوال الاکابر فی مسئلۃ الحاضر والناظر۔ مولفہ اخی فی اللہ الصوفی الصفی مولانا مفتی محمد امین مہتمم مدرسہ امینیہ رضویہ محمد پورہ فیصل آباد کا متعدد مقامات سے مطالعہ کیا حق و ثواب پر مشتمل پایا۔ مولےٰ تعالیٰ موصوف کی کوشش قبول فرمائے اور اہلِ اسلام کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق بخشے رسالہ مذکورہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اکابر اولیاء اُمّت (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) رسُول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی صفت حاضر و ناظر کو تسلیم کرتے ہیں۔ الحمد للہ ہم اہلسنت اسی کے قائل ہیں اللهم ثبتنا علیه

الفقیر محمد احسان الحق قادری رضوی غفرلہٗ

ہجویری مسجد جناح کالونی فیصل آباد

۶ رجب المرجب ۱۳۹۵ھ

تقریظ

صاجزادہ والاشان مولانا العلامہ الحاج صاجزادہ غلام محمد صاحب زید شرفہم
سجادہ نشیں آستانہ عالیہ بھور شریف ضلع میانوالی

حامدًا ومصلیًا۔ رسالہ موسومہ بہ اقوال الاکابر فی مسئلۃ الحاضر والناظر پڑھنے کا شرف حاصل ہوا جو کہ روح کے لیے تازگی اور ایمان کیلئے پختگی کا باعث ہوا بلکہ اہل اسلام کے لیے اطمینان وایقان اور زندگی کے سفر کے لیے بہترین نمونہ ہے کیونکہ اس پر آشوب دور میں کفر و شرک کی تند و تیز آندھیاں چل رہی ہیں جس کے لیے ایسی تصنیف ایک قوی حصار ہے۔ بالخصوص جب کہ بعض جماعتیں اسلام اور تبلیغ کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہی میں دھکیل رہی ہیں ان سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں سے عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مٹانے کی فکر میں ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے ایمان بچانے کے لیے اس قسم کی ایمان افروز کتابوں کا مطالعہ کریں۔ زیر نظر رسالہ جامع اور مختصر رسالہ مسئلہ حاضر و ناظر میں شمع رسالت کے پروانوں کے لیے مژدہ جانفزا ہے۔ آخر میں دعا ہے کہ اللہ رب العزت جل شانہ حضرت العلامہ استاذی المکرم الحاج مفتی محمد امین صاحب (زادہ اللہ شرفاً) کو زیادہ سے زیادہ مذہب حق اہلسنت وجماعت کی خدمت کی توفیق انیق عطا فرمائے اور ان کی اس سعی میں برکت فرمائے اور ہم سب کیلئے اس سرچشمہ فیض کو جاری رکھے اور ہر مسلمان کو حضور سرور کائنات مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت وغلامی نصیب فرمائے اور آپ کی شفاعت سے

بہرہ ور فرمائے اور اس بندہ ناچیز کو ان چند سطور کے ذریعہ شمولیت کرنے سے بطفیل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سعادت دارین نصیب فرمائے۔ آمین - ثم آمین۔

حررہ طالب الدعاء ابو الضیاء فقیر غلام محمد غفرلہٗ
آستانہ عالیہ فتحیہ نقشبندیہ بھور شریف تحصیل عیسیٰ خیل
ضلع میانوالی

تقریظ

جامع المعقول و المنقول الادیب الاریب العلامہ مولانا محمد عبد اللہ القادری
مہتمم جامعہ حنفیہ قصور شریف

الحمد لمن ھو علی کل شیءٍ القادر والصلوۃ علی النبی الاول والاخر والسلام علی الرسول الحاضر والناظر وعلی الٰہ واصحابہ الذین ایّدوا الدّین وحفظوہ عن الزنادقۃ والفواحش والملاحدۃ والفواجر فبعد قد طالعت من مقامات شتّی الرسالۃ المبارکۃ والعجالۃ النافعۃ التی الفہا الفاضل المتین عمدۃ المحققین زبدۃ المدققین الحضرۃ العلامۃ مولانا الحاج المفتی ابو السعید محمد امین رقاہ اللہ عن کل شیءٍ مہین۔ فوجدتُ ھذہ الرسالۃ غیثا للعاطش الاقوال

المرضية وغوثاً لواجد البراهين القوية ومغيثاً لطالب الاعتقادات الصحيحة ورجوماً على كل ماردٍ ومردود وفوساً على كل واه ومطرود۔

هذه الرسالة حرز للسنی (اهل السنة كثرهم الله تعالیٰ يقيناً وجُنّةٌ عن الديابنة (هداهم الله تعالیٰ) اذعاناً وضربة على الفرقة الوهابية الخبيثة ايقاناً

جزاه الله والقارئين جزاءً كفيلاً ورفع درجاته والمقتبين رفعاً جليلاً وكفاه والستنبطين كفاءً جميلاً وقبل سعيه والسامعين قبولاً حسناً فشكر الله تبليغه، وامد بالبراهين لقمع الملحدين بجاه سيد المرسلين سيدنا محمد صلى الله عليه وعلیٰ اله واصحابه اجمعين آمين يارب العٰلمين ۔

المقرّظ

فقير ابو العلاء محمد عبد الله القادری الاشرفی الرضوی
خادم الحديث و لافتاء والناظم لدار العلوم
الجامعة الحنيفة رجسٹرد قصور

تقریظ

الورع التقی الفاضل العلاّمہ الحاج مولانا ابو داؤد محمد صادق صاحب
خطیب زینت المساجد گوجرانوالہ

حضرت الفاضل العلامہ الحاج مولانا المفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم کا ایمان افروز مقالہ روح پرور رسالہ" اقوال الاکابر فی مسئلۃ الحاضر والناظر" فقیر کی نظروں سے گذرا اور آفتاب رسالت و مہتاب ولایت کی ضیا پاشیوں سے دل منور اور دماغ معطر ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ بحبیبہ الاعلیٰ علیہ التحیۃ والثنا حضرت مصنّف کے علم و عمل اور فیوض و برکات میں مزید ترقی عطا فرمائے۔

اگرچہ مسئلہ حاضر و ناظر کے متعلق علماء اہلسنت کے متعدد رسائل و کتب منظر عام پر آ چکی ہیں مگر ضرورت تھی کہ" اقوال الاکابر" جیسا اس موضوع پر ایک عام فہم رسالہ منظر عام پر آتا جس میں امت کی رہنمائی کے لیے اکابر امت کے اقوال مبارکہ کا ذخیرہ ہوتا جس سے ایک طرف تو عشاق امت کی مضبوطیٔ ایمان کا سامان ہوتا اور دوسری طرف ان بدنصیبوں پر اتمام حجت ہوتی جو نہ صرف اس شانِ مصطفوی کے مُنکر ہیں بلکہ معاذ اللہ اس اعتقاد کو کفر و شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ الحمد للہ کہ اس رسالہ کی تالیف سے یہ ضرورت پوری ہو گئی۔ جس میں اقوالِ اکابر کی روشنی میں نہایت نفیس ترتیب و دلنشیں انداز میں مسئلہ حاضر و ناظر کو اجاگر کر کے واضح کر دیا گیا ہے کہ حق یہی ہے جس پہ اکابر امت اعتقاد رکھتے اور بیان فرماتے چلے آئے ہیں اور یہی صراط مستقیم ہے اور بحکم حدیث البرکۃ مع اکابرکم (کشف الغمہ) اسی میں ساری برکت ہے اور شرک و بدعت کے بیوپاری و نجدی و دیو بند کے بھکاری افراد کا عقیدہ حاضر و ناظر کو شرک قرار دینا سراسر حماقت اور خود اپنا ایمان خطرہ میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ اگر یہ عقیدۂ مبارکہ شرک ہوتا تو ایسے ایسے جلیل القدر اکابر امت محدّثین و

مفسرین و ائمہ دین ہرگز اس اہتمام سے اسے بیان نہ فرماتے اور اگر معاذ اللہ اس عقیدۂ مبارکہ کے باعث اکابر امت بھی بزعمِ اہلِ نجد و دیوبند شرک میں مبتلا ہیں تو پھر نہ یہ "شرک" اہلِ سُنت کے لیے موجب ننگ و عار ہے اور نہ اہلِ نجد و دیو بند کو مسلمان کہلانے کا کوئی حق ہے اس لیے کہ جب ان کے مذہب نا مہذب میں اکابر امت کا ایمان معتبر نہیں تو پھر منکرین شانِ رسالت و گستاخانِ بارگاہ نبوت کا اسلام کیونکر معتبر ہو سکتا ہے۔؟

محمد صادق غفر لہ گوجرانوالہ

تقریظ

مولانا علامہ حافظ معراج الاسلام صاحب صدر مدرس دار العلوم
محمد غوثیہ بھیرہ ضلع سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ حضور و نظر اور صفتِ رویت و مشاہدہ کا مسئلہ جو نزاعی صورت اختیار کر گیا ہے وہ اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں۔ موضوع بڑا ہی نازک اور لطیف ہے۔ جسے اہلِ علم نے اپنی اپنی شان کے مطابق نبھایا ہے۔ حال ہی میں اسی اہم موضوع پر جناب قبلہ مفتی محمد امین صاحب کی نگارشات سے استفادہ کا موقع ملا۔ حضرت نے عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ جس سادگی۔ روانی اور ثقاہت کے ساتھ مسئلہ حل فرمایا ہے اسے دیکھتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے۔ موضوع کا حق ہی ادا نہیں کیا بلکہ اس

میں جان ڈالدی ہے اور قاری کو تازگی۔ روح کی بالیدگی اور یقین کی پختگی کی صورت میں لازوال دولت دی ہے جو محبت کا سرور اور دِل کا نور بخشتی ہے الیواقیت والجواہر کی سطریں نورُ وعرفان کی بہتی نہریں ہیں جن کے مطالعہ سے فارغ ہو کر قاری یوں محسوس کرتا ہے کہ محبّت کے دریا سے نکل آیا ہے اور اسکے روئیں روئیں سے محبّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں جو حضور و قرب۔ تصور و انہماک اور شوق ویقین کا ثمر ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ محبوب کی رحمت ہم سے دور نہیں۔ یہ ذوق یقین وہ سرور و کیف بخشتا ہے کہ ساری ذات جذب و سرور میں ڈوبی محسوس ہوتی ہے۔

غرض یہ مختصر رسالہ اسی لطیف موضوع پر صدق ویقین اور درد خلوص کی دولت اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔ جسکا اثر بڑا گہرا اور ایمان افروز ہے۔ افسوس یہی ہے کہ بہت مختصر ہے۔ جب قاری تاثرات وکیفیات کی دنیا میں کھو جاتا ہے تو رسالہ ختم ہو جاتا ہے۔

امید ہے لگن اور اخلاص کا شاہکار جہاں اپنوں کے لیے وجہ تسکین ہو گا وہاں خالی ذہن ہو کر پڑھنے والے منکر بھی اس سے استفادہ کئے بغیر نہیں رہیں گے۔ دعا ہے ذوق وشوق کا یہ نمائندہ رسالہ جس چاہت اور سوز کے ساتھ لکھا گیا ہے اللہ تعالیٰ اسی قدر اس کا فیض عام کرے۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد معراج الاسلام

صدر مدرس دارالعلوم

محمدیہ غوثیہ بھیرہ

تقریظ

استاذ العلماء بحر العلوم العلامۃ السید محمد افضل حسین دامت برکاتہم
امین الفتویٰ بدار الافتاء بریلی شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احسن الثناء وافضل المحامد۔ للہ العلیم الخبیر الکبیر الواحد۔ العلی القوی القادر الماجد۔ الذی حمدہ نبی اللہ المشہود الحامد۔ نور اللہ المنیر المحمود الشاہد حبیب اللہ البشیر الباطن الظاہر۔ صفی اللہ النذیر العاقب الحاشر۔ خلیل اللہ الامین الاول الآخر۔ نعمۃ اللہ الماعون الحاضر الناظر۔ والصلوٰۃ والسلام الاکملان الافضلان۔ علی من اوتی الحکمۃ والفرقان۔ وارسل شاہدًا وعلم البیان وبعثہ الی کافۃ الخلق ربہ الرحمٰن۔ وامر بطاعتہ سائر الانس والجان۔ وعلیٰ آلہ البررۃ الکرام۔ ما تعاقبت اللیالی والایام وتقارنت الصحف والاقلام۔ دائمین متلازمین علی الدوام وبعد فیقول الراجی رحمۃ رب الکونین المفتی السید محمد افضل حسین حماہ ربہ عن کل عین وشین۔ انی قد طالعت کتاب الیواقیت والجواہر۔ فوجدتہٗ فی مسئلۃ الحاضر والناظر۔ مشتملا علی الاحادیث

و اقوال الاکابر۔ فللّٰہ درّ المولف الناصر للدین المتین العلامۃ الفھامۃ مولانا المفتی محمد امین ۔ لازال فیضان اقلامہ الی یوم الدین ۔ حیث اتی فیہ بمایشوق الخواطر۔ و یروق النواظر و یجلو البصائر۔ و یحوی الفوائد و یصفو السرائر۔ و یقلع الرین ۔ و یقشع الغین ۔ و یقرّ العین و الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ۔ وعلیٰ اٰلہ الکرام الی یوم القیام

کتبہ :۔ المفتی السّید محمد افضل حسین غفرلہ مالکُ الثّنائین ۔ یوم الخمیس التاسع عشر من شعبان المعظم سنۃ ۱۳۹۵ھ

اعلان

مندرجہ ذیل کتب

حضور فقیہ العصر رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل کتب پڑھ کر اپنا ایمان مضبوط کریں۔

آب کوثر	جمالِ مصطفیٰ ﷺ	بے ادبی کا وبال	عشقِ مصطفیٰ ﷺ	نظر بد	دو جہاں کی نعمتیں
عذاب الٰہی کے محرکات	مستقبل	شفاعت	اُمت کی خیر خواہی	صراطِ مستقیم	
اسلام میں شراب کی حیثیت	فیضانِ نظر	عظمت نام مصطفیٰ ﷺ	عورت کا مقام	سنت مصطفیٰ ﷺ	
حقوق العباد	شیطان کے ہتھکنڈے	انتباہ	میلاد سید المرسلین ﷺ	شانِ محبوبی کے پھول	

دکھوں مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ کے لیے درود پاک کی کثرت کیجئے اور 12 ربیع الاول کی سہانی صبح اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود پاک کا گلدستہ پیش کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھ کر ہمارے پاس جمع کروائیں۔

درود پاک جمع کروانے کے لیئے اس نمبر پر SMS کریں 0324-9101192

یا ہماری ویب سائٹ کے ذریعے Online جمع کروایئے www.tablighulislam.com

---

ضروری گزارش یہ رسالہ پڑھ کر خیر خواہی کی نیت سے کسی دوسرے تک پہنچا دیں اور اپنے تائثرات بذریعہ ای میل یا خط ہمیں ارسال فرمائیں اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے آب کوثر اور دیگر رسائل تقسیم کرنے کے لئے ہم سے رابطہ فرمائیں۔

انتباہ مکتبہ سلطانیہ محمد پورہ اور مکتبہ صبح نور پیپلز کالونی فیصل آباد کے علاوہ کوئی فرد یا ادارہ اس اشاعت کی قیمت وصول کرنے کا مجاز نہیں ہے اگر کسی کو اس کا مرتکب پائیں تو اس کی اطلاع ہمارے مرکزی دفتر میں ضرور کریں۔

ناشر تحریک تبلیغ الاسلام انٹرنیشنل
سیکنڈ فلور بی، سی ٹاور 54
جناح کالونی فیصل آباد
فون: +92-41-2602292
www.tablighulislam.com